عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۱۸ تا ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ مارچ ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۹

محسنِ کائنات ﷺ اور اصلاحِ اُمّت

حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنیؒ کا وصال
کمال "باکمال" تھا

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

رسم ورواج اور بدعات

محمد عبداللہ، کراچی

س:......ایسی رسومات جن کا ذکر قرآن و حدیث سے نہیں ملتا، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... ایسی رسومات دو طرح کی ہیں، ایک تو وہ جو کسی غیر قوم کی نقل میں ان سے متاثر ہوکر اختیار کی جائیں اور دوسری وہ جو دین کے نام پر اپنی طرف سے دین میں شامل کی جائیں، جنہیں بدعت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں ہی قابل ترک ہیں۔ ان میں شامل ہونا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا درست نہیں ہے۔ اسلام سادگی کی تعلیم دیتا ہے، اس میں نمود و نمائش، رسوم و رواج اور بدعات کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ کریں یا صحابہ کرامؓ و تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور اسلاف کی زندگیوں کا، آپ کو اس میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئے گی جو فضول رسم و رواج یا بدعات کی تعلیم و ترویج پر مبنی ہو۔

ورثا میں مکان کی تقسیم

محمد ہارون، کراچی

س:...... ایک شخص کے انتقال کے بعد اس نے ترکے میں ایک مکان اور پسماندگان میں ایک بیوہ، ۵ بیٹیاں اور ۴ بیٹے چھوڑے ہیں، یہ مکان مرحوم کے نام تھا، کچھ عرصہ بعد یہ مکان بیچ کر ایک دوسرا مکان خریدا گیا، جس کی رجسٹری مرحوم کی بیوہ کے نام کرائی گئی، ظاہر ہے یہ مکان سب کی مشترکہ ملکیت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا بیوہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس مکان کو اپنی مرضی سے بیچ کر رقم تمام ورثا میں شرعی طور پر تقسیم کردے، جب کہ دیگر ورثا اس مکان کو بیچنے کے حق میں نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

ج:...... بصورت مسئولہ اگر بیوہ متروکہ مکان کو مارکیٹ ریٹ کے مطابق فروخت کرکے ہر وارث کو ان کا پورا پورا حصہ شرعی اصول وضوابط کے مطابق دینا چاہتی ہے تب تو ورثا کو ان کے اس عمل پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے اور اگر بیوہ شرعی طور پر تقسیم نہیں کرنا چاہتی بلکہ کسی کو کم کسی کو زیادہ دینا چاہتی ہے تو یہ غلط ہے ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ باقی جو ورثا مکان کو فروخت نہیں کرنا چاہتے، اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ دیگر ورثا کو ان کا حصہ ادا کردیں، ان کا حصہ ادا کئے بغیر مکان پر قبضہ جمالینا درست نہیں۔ متروکہ مکان کے ایک سو چار حصے ہوں گے جس میں سے تیرہ حصے بیوہ کے اور چودہ چودہ حصے ہر ایک بیٹے کو اور سات سات حصے ہر ایک بیٹی کو ملیں گے۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا

ملک ریاض، کراچی

س:......کیا کسی مسلمان کو بلا جواز اور ناحق قتل کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے؟

ج:...... کسی بے گناہ کو قتل کرنا ایک عظیم گناہ اور بدترین جرم ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”من قتل نفسا بغير نفس او فساد في الارض فكانما قتل الناس جميعاً“ (المائدہ:۳۲)

ترجمہ: ”جس نے کسی شخص کو ناحق بغیر کسی جرم کے قتل کردیا، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کردیا“

اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ اگر کسی بے گناہ کو حلال جان کر قتل نہ کیا ہو تو قاتل کافر نہیں ہوتا۔ البتہ بہت بڑا گناہگار اور مجرم ضرور ٹھہرے گا جس کی سزا میں اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت وارد ہوگی اور قبر و جہنم میں سخت سے سخت سزا ملے گی کہ قاتل ابھی اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اور اگر مسلمان کے قتل کو حلال سمجھ کر کیا ہو تو یقیناً اس سے قاتل کافر ہوجاتا ہے، کیونکہ حرام قطعی کو حلال سمجھنا موجب کفر ہے اور ایسا آدمی اپنے کفر کی وجہ سے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ ۱۸ تا ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ مارچ ۲۰۱۳ء شمارہ:۹

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنیؒ کی رحلت!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
محسن کائنات ﷺ اور اصلاح امت	۸	مولانا محمد تبریز عالم قاسمی
بدن تھکا بھی نہیں اور سفر تمام ہوا!	۱۱	مولانا قاضی احسان احمد
”کمال! باکمال تھا“	۱۲	. . . . .
اخلاق حسنہ اور شاتم رسول کی سزا (۲)	۱۳	مفتی عارف محمود
مولانا سید محمد اشرف ہمدانیؒ کی رحلت	۱۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا اللہ بخش بھی چل بسے!	۱۷	. . . . .
”دردمند خاتون“ (۶)	۱۸	مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدظلہ
مولانا قاری اسلام الدینؒ... حیات و خدمات	۲۰	مولانا عبدالصمد محراب پور
بلدیہ ٹاؤن میں سیرت خاتم الانبیاء ﷺ پروگرامز	۲۲	مولانا عبدالحی مطمئن
ضلع ملیر میں تحفظ ختم نبوت پروگرامز	۲۶	مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ
خبروں پر ایک نظر	۲۷	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمو
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھر
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرح
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسین
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اش
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خا
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پو

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

حضراتِ صحابہؓ کے ایثار و مروّت کا نقشہ

"حصین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ایک سائل نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، آپ نے سائل سے دریافت فرمایا کہ: تم "لا اِلٰہ اِلَّا اللہ" کی شہادت دیتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اور تم رمضان کے روزے بھی رکھتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: تو نے سوال کیا ہے اور سائل کا حق ہوتا ہے، بے شک ہمارے ذمے یہ حق ہے کہ ہم تمہاری خدمت کریں۔ چنانچہ اس کو ایک کپڑا مرحمت فرمایا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے، جب تک اس کے بدن پر اس کا ایک ٹکڑا بھی رہے گا، یہ شخص اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہے گا۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

"حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے، اور یہ چرچا ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ چنانچہ میں بھی لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نظر دیکھنے کے لئے حاضر ہوا، جب میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر پڑی تو میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا، اور سب سے پہلی بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ: لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ گے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۱،۷۲)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو (کچھ عرصے بعد) حضرات مہاجرین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! جس قوم (یعنی حضراتِ انصار) کے درمیان آکر ہم آباد ہوئے، اس سے بڑھ کر زیادہ مال کو (راہِ خدا میں) خرچ کرنے والی اور قلیل مال میں ناداروں کی غم خواری کرنے والی ہم نے کوئی قوم نہیں دیکھی، ان حضرات نے محنت و مشقت کی ہماری طرف سے کفایت کر رکھی ہے، اور پیداوار میں ہمیں شریک کر رکھا ہے، یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوگیا ہے کہ سارے کا سارا اَجر و ثواب ہی نہ لے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! جب تک کہ تم ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرتے رہو اور ان (کے اس ایثار و قربانی) کی تعریف کرتے رہو (تب تک تم بھی اَجر و ثواب سے محروم نہیں ہوگے)۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۲)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایثار و مروّت اور باہمی ہمدردی و غم خواری کا ایک نمونہ ہے، حضرات مہاجرین جب اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرات انصار نے، جو مدینہ طیبہ کے قدیم باشندے تھے، ان کی پذیرائی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، خود بھوکے رہے، لیکن مہاجرین کی بھوک پیاس کو گوارا نہیں کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم کردی تھی، حضرات انصار نے پیشکش کردی کہ ہماری آدھی زمینیں مہاجرین کو تقسیم کردی جائیں، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: نہیں! زمینیں تم اپنے پاس ہی رکھو، پیداوار میں مہاجرین کا حصہ لگالیا کرو۔ چنانچہ ان حضرات نے اس تجویز کو بخوشی منظور کرلیا، کام کاج اور محنت و مشقت یہ حضرات خود کرتے، اور جب پیداوار آتی تو اس میں مہاجرین کو برابر کا شریک کرلیتے، اس سے حضرات مہاجرین کو اندیشہ ہوا کہ اس ایثار و قربانی کی وجہ سے یہ حضرات کہیں سارا اَجر و ثواب نہ لے جائیں اور ہم ثواب سے محروم ہی نہ ہوجائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب تک تم ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرتے رہوگے، اور ان کے لئے تمہارے دل میں تشکر و امتنان کے جذبات رہیں گے تو اَجر و ثواب سے محروم نہیں ہوگے۔

یہ ہے کہ باہمی اعتماد و محبت اور ایثار و قربانی کا وہ نقشہ جو اسلام، مسلمانوں کے معاشرے میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

☆☆..........☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

آہ! شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی نوراللہ مرقدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

قطب الاقطاب، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز، محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کے شاگرد رشید، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کے رئیس و مہتمم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے سرپرست و راہنما، ہزاروں متوسلین کے مرشد و مصلح، کئی دینی جماعتوں، مدارس و مکاتب اور بے سہارا لوگوں کے معاون و مددگار، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی ۳ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۴ فروری ۲۰۱۳ء بروز جمعرات گیارہ بجے دن اس دنیائے فانی سے منہ موڑ کر عالم عقبیٰ کی طرف وصال فرماگئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون، إن لله ما أخذ وله ما أعطى وكل شيء عنده بأجل مسمى۔

حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی نوراللہ مرقدہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اوائل عمری سے ہی نیکی، تقویٰ اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کا خاص ذوق عطا فرمایا تھا۔ تبلیغی جماعت میں وقت لگانا ہو یا حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی مجلس وصحبت، حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی معیت ہو یا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ کے ساتھ مدینہ منورہ کا قیام، حضرت موصوف ہمیشہ صف اول میں رہے۔

حضرتؒ ہمیشہ علم اور اہل علم سے محبت فرماتے تھے، جب بھی کوئی بزرگ بیرون ملک یا اندرون ملک سے کراچی تشریف لاتا حضرتؒ کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ ضرور آپ کے ادارہ جامعہ معہد الخلیل الاسلامی میں بھی قدم رنجہ ہو اور پھر آپ ادارہ کے تمام طلبا کو جمع فرماتے اور اس بزرگ کو طلبا سے بیان اور وعظ ونصیحت کرنے کی درخواست کرتے۔

اسی طرح آپؒ کو ہر عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کرنے کی فکر دامن گیر رہتی، مجھے یاد ہے کہ ایک بار آپؒ نے میرے شیخ حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہید نوراللہ مرقدہ کو اپنے ادارہ میں آنے کی دعوت دی، غالباً مغرب کے بعد کا وقت طے ہوا۔ حضرت جلال پوری شہیدؒ جامعہ معہد الخلیل تشریف لے گئے۔ حضرت مدنیؒ باوجود ضعف اور پیرانہ سالی کے حضرتؒ کو ایک ایک کلاس، جامعہ کی لائبریری، مسجد، خانقاہ اور مکتبہ وغیرہ سب جگہ خود لے کر گئے اور پورا اپنا نظام بتلایا اور فرمایا کہ میں نے آپ کو تکلیف اس لئے دی کہ آپ بتلائیں کہ اس میں کوئی کام خلاف سنت تو نہیں ہورہا؟ کہیں اگر کوئی خامی یا نقص یا کوئی کام خلاف سنت نظر آئے تو مولانا آپ ضرور ہمیں بتلائیں تاکہ ہم اس عمل کی اصلاح کریں اور اسے سنت کے مطابق

ڈھالنے کی کوشش کریں۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو حضرت مدنیؒ حضرت جلال پوری شہیدؒ سے کئی اعتبار سے بڑے اور سابق تھے، لیکن سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر کی بنا پر آپ نے اپنے نظام اور طریقہ کار کو اپنے علاوہ دوسرے پر پیش کیا تاکہ اس میں کسی قسم کی نفس پرستی اور خواہش کی آمیزش نہ ہو۔ اس کو کہتے ہیں اتباع سنت کی حرص اور مواخذہ آخرت کی فکر۔

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات میں کہیں پڑھا تھا کہ حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں: ''میں لوگوں کو ان کے مسائل کے جواب دیا کرتا ہوں، لیکن جب معاملہ اپنی ذات کا ہوتا ہے تو میں دوسرے علمائے کرام اور مفتیان کرام سے رجوع کرتا ہوں اور ان سے مسائل معلوم کرتا ہوں۔'' وجہ یہی ہے کہ اپنے بارہ میں نفس بہت تاویلات اور گنجائشیں نکالنا شروع کر دیتا ہے، جس کی بنا پر حضرات اکابر اپنے نفس سے ہمیشہ بدظن اور اس سے محتاط رہتے تھے۔

حضرت مدنیؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے اکابر و کارکنان سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے، آپ کو جب بھی اور کسی جگہ بھی جماعت کے پروگرام کے لئے دعوت دی جاتی تو آپؒ بہت خوشی سے وہ دعوت قبول فرماتے اور باوجود بزرگی اور پیرانہ سالی کے اس پروگرام میں ضرور شریک ہوتے۔

ایک مرتبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلدیہ ٹاؤن کراچی کے مرکز جامع مسجد عائشہ کا افتتاح اور جلسہ کا پروگرام تھا اور مغرب کے بعد کا وقت تھا، حضرتؒ اس کاز سے محبت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کے لئے وہاں تشریف لائے۔

اسی طرح تحریک تحفظ ناموس رسالت کے موقع پر آپ دفتر ختم نبوت نمائش چورنگی پر تشریف لائے اور پھر سیدھے اسٹیج پر تشریف لائے جو ایک ٹرک پر بنایا گیا تھا، ہم حضرتؒ کو دیکھ کر حیران ہوگئے کہ حضرتؒ کے اندر اتنا جذبہ کہ جوانوں کی طرح آپ یہاں پہنچ گئے اور پھر آخر میں آپ نے رقت آمیز دعا کرائی۔

حضرتؒ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کو ہم اپنی نجات آخرت اور حصول شفاعت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ حضرتؒ کی کس کس خوبی کو یاد کیا جائے اور کس کس کا ذکر کیا جائے۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی نور اللہ مرقدہ کے مختصر حالات زندگی اور آپ کی نماز جنازہ کا احوال روزنامہ اسلام کراچی یوں لکھتا ہے:

''کراچی (اسٹاف رپورٹر) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ مجاز، معہد الخلیل الاسلامی بہادر آباد کراچی کے بانی شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ مدنی جمعرات ۱۱ بجے دن کراچی میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر ۷۳ برس تھی، وہ چند دن مقامی ہسپتال میں زیر علاج بھی رہے۔ ان کی نماز جنازہ بعد نماز عصر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں ان کے فرزند مولانا محمد الیاس کی اقتدا میں ادا کی گئی، نماز جنازہ میں ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا حکیم محمد مظہر، حافظ عبدالرشید سورتی سمیت ہزاروں طلبا، علما اور شہریوں نے شرکت کی۔ مولانا یحییٰ مدنی کی تدفین شفیق پورہ میں جمعیت پنجابی سوداگران کے زیر اہتمام قبرستان میں کی گئی۔ سوگواران میں ان کی اہلیہ، سات بیٹے اور پانچ بیٹیوں کے علاوہ ہزاروں عقیدت مند اور شاگرد شامل ہیں۔ مولانا یحییٰ مدنی ۱۹۳۹ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے، اسکول اور کالج کی تعلیم کراچی میں حاصل کی۔ دینی تعلیم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ اور مولانا بدیع الزماںؒ بھی شامل ہیں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد انہوں نے جامعہ میں ہی تدریس شروع کر دی اور مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ سے بیعت کی۔ بعد میں ان کی اجازت سے مولانا زکریاؒ مصنف فضائل اعمال کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے ساتھ ۱۵ سال تک مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے انہیں خلافت اور بیعت کی اجازت بھی دی۔

مولانا یحییٰ مدنی نے بہادر آباد کراچی میں معہد الخلیل کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا، بعدازاں اس کی مزید ۴ شاخیں قائم کیں جن میں طلبا و طالبات کو دورۂ حدیث تک تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ معہد الخلیل میں طلبا کو بخاری شریف کا درس بھی دیتے تھے۔ مولانا یحییٰ مدنی کے ساتوں بیٹے حافظ، عالم دین اور درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ مولانا یحییٰ مدنی نے دہلی برادری کو حفظ قرآن اور حصول علم دین کی طرف راغب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ کراچی کے علاوہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں ان کے سینکڑوں شاگرد درس و تدریس اور دین کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ مولانا یحییٰ مدنی سینکڑوں مدارس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرستوں میں شمار ہوتے تھے۔“

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۵ر فروری ۲۰۱۳ء)

آپؒ کے سانحہ ارتحال پر اکابر علماء کرام کے تاثرات روزنامہ اسلام یوں تحریر کرتا ہے:

”کراچی (اسٹاف رپورٹر) مولانا یحییٰ مدنی نے پوری زندگی درس و تدریس اور اللہ کا دین پھیلانے میں گزاری، وہ تواضع اور سادگی کا پیکر تھے۔ ان کی وفات سے اہل حق عظیم مربی سے محروم ہوگئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے نیک کاموں اور درس و تدریس کے سلسلے کو قائم و دائم رکھے۔ ان خیالات کا اظہار مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی نے معہد الخلیل الاسلامی میں مولانا یحییٰ مدنی کی تدفین کے بعد تعزیت کرتے ہوئے کیا۔ مولانا رفیع عثمانی نے کہا کہ مولانا یحییٰ مدنی کے پسماندگان کو اللہ ان کے نیک کاموں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کاموں کو ترقی دے۔ دریں اثنا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا حکیم محمد مظہر، مولانا عبدالقیوم حقانی نوشہرہ، مولانا مفتی ابولبابہ، مولانا مفتی محمد، مفتی عبدالحمید ربانی، مدینہ منورہ سے مولانا حبیب اللہ مظاہری، بھارت سے مولانا محمد طلحہ کاندھلوی نے مولانا یحییٰ مدنی کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا یحییٰ مدنی کی دینی، تبلیغی اور اسلامی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔“

”لاہور (پ ر) ملک کے نامور عالم دین اور عظیم علمی روحانی شخصیت مولانا محمد یحییٰ مدنی کی وفات پر جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا محمد عبیداللہ، مولانا فضل رحیم اشرفی، حافظ اسعد عبید، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر مولانا عبدالحفیظ مکی، اتحاد اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا امجد خان، مولانا زاہد الراشدی، مولانا فہیم الحسن تھانوی اور مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مولانا یحییٰ مدنی کی وفات سے ملک ایک عظیم علمی و روحانی شخصیت اور نامور عالم دین سے محروم ہوگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ مجاز، جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کراچی کے مہتمم اور نیکی و تقویٰ کے پیکر تھے، ان کی تمام زندگی درس و تدریس، خانقاہی نظام کے قیام، اشاعت اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جدوجہد میں گزری۔“

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۵ر فروری ۲۰۱۳ء)

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مدنیؒ کے دینی، تبلیغی اور اصلاحی اعمال اور خدمات کو قبول فرماکر آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آپ کے لواحقین، مریدین، متنسبین اور آپ کے ادارہ کے طلبا کو صبر جمیل عطا فرمائیں اور آپ کے صدقات جاریہ کی حفاظت اور دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعین

محسنِ کائنات ﷺ اور اصلاحِ امت

مولانا محمد تبریز عالم قاسمی

محسنِ انسانیت، سرورِ دو عالم، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سرزمین عرب میں ایسے جاہلی ماحول میں ہوئی کہ انسانیت پستی کی انتہا کو پہنچ چکی تھی اور یہ حالت صرف عرب ہی کی نہیں تھی، بلکہ اکثر ممالک کی زبوں حالی قابلِ رحم تھی، ہر طرف سماجی و معاشرتی بدنظمی اور معاشی واقتصادی بے چینی تھی، اخلاقی گراوٹ روزافزوں تھی، مزید برآں بت پرستی عروج پر تھی، قبائلی و خاندانی عصبیت بڑی سخت تھی اور شدید ترین نفرتوں، انتقامی جذبات، انتہا پسندانہ خیالات، لاقانونیت، سودخوری، شراب نوشی، خدافراموشی، عیش پرستی وعیاشی، مال وزر کی ہوس، سنگدلی اور سفاکی و بے رحمی سے پورا عالم متاثر تھا، الغرض چہار سو تاریکی ہی تاریکی تھی، مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ (۱۹۱۴ء۔۱۹۹۹ء) نے بڑا جامع نقشہ کھینچا ہے:

"خلاصہ یہ کہ اس ساتویں صدی مسیحی میں روئے زمین پر کوئی قوم ایسی نظر نہیں آتی تھی، جو مزاج کے اعتبار سے صالح کہی جاسکے اور نہ ایسی کوئی سوسائٹی تھی جو شرافت اور اخلاق کی اعلیٰ قدروں کی حامل ہو، نہ ایسی کوئی حکومت تھی جس کی بنیاد عدل وانصاف اور رحم پر ہو اور نہ ایسی قیادت تھی جو علم وحکمت اپنے ساتھ رکھتی ہو اور نہ کوئی ایسا صحیح دین تھا جو انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف صحیح نسبت رکھتا ہو اور ان کی تعلیمات و خصوصیات کا حامل ہو، ایسی گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کہیں کہیں عبادت گاہوں اور خانقاہوں میں اگر کبھی کچھ روشنی نظر آجاتی تھی تو اس کی حیثیت ایسی ہی تھی جیسے برسات کی اندھیری رات میں جگنو چمکتا ہے... اس عالمگیر تاریکی اور فساد کا نقشہ قرآن مجید نے جس طرح کھینچا ہے، اس سے زیادہ ممکن نہیں:

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ." (الروم:۴۱)

> حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ دوران جنگ بوڑھوں، عورتوں اور بچوں پر نہ صرف یہ کہ وار نہ کیا جائے، بلکہ ان کا مکمل تحفظ کیا جائے، دشمن کی صفوں میں موجود ہنرمند اور تعلیم یافتہ افراد کو قتل نہ کرنے کا حکم دے کر آپ نے دنیا پر علم وہنر کی عظمت واہمیت کو اجاگر کیا، دشمن کے کھیتوں اور درختوں کو نہ جلانے اور تالاب وکنوؤں میں زہر نہ ملانے کا حکم اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ کسی بھی بے قصور شخص کی ہلاکت کے خلاف تھے

ترجمہ: "خرابی پھیل گئی ہے خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے نتیجے میں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھادے اور وہ باز آجائیں"۔

(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ص:۸۳)

سرزمین عرب کا انتخاب:

مذکورہ بالا دور کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اگر تمام عالم کی رہبری کے واسطے ایک واحد مرکز قائم کرنے کے لئے، ہم کسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہیں تو عرب ہی اس کے لئے موزوں ترین معلوم ہوگا، کیونکہ اگر ہم عرب کو کرۂ ارض کے نقشہ پر دیکھیں تو اس کے محل وقوع سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اسے ایشیا، یورپ اور افریقہ کے براعظموں کے وسط میں جگہ دی ہے، اس لئے ایسے ملک میں دنیا کے جملہ مذاہب کا پہنچ جانا اور سبھی کا بگڑ جانا بخوبی سمجھا جاسکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عرب کی آواز ان براعظموں میں بہت جلد پہنچ جانے کے اسباب وذرائع بخوبی موجود تھے، چنانچہ خالق کائنات نے غالباً اسی لئے حضور پرنور علیہ السلام کو عرب میں پیدا فرمایا اور ان کو بتدریج قوم اور ملک اور عالم کی رہبری کا کام سپرد فرمایا۔ سیرت رسول اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والا یہ نتیجہ بہ آسانی اخذ کرسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کس قدر مشکل تھا اور انہوں نے اس فرض کو کیسی خوش اسلوبی، صبر وثبات اور استقامت وتحمل سے ادا کیا اور کس طرح پُرامن تہذیب وتمدن اور علم واخلاق کی روشنی چہار سُو پھیلائی اور مختلف رنگوں، امتیازوں اور تفاوتوں سے قطع نظر کرکے کس طرح سب کو دین واحد کے رشتے سے متحد اور ہم خیال بنایا اور کس طرح قومیت کا تفرقہ، عرب وعجم کا فاصلہ اور سود وابیض کا فرق مٹایا۔

اصلاحی مشن کا بتدریج آغاز:

چونکہ بنوہاشم اور قریش، عرب بالخصوص مکہ کے بڑے اور بااثر لوگوں میں سے تھے اور حضور علیہ السلام بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اس لئے آپ

نے اپنے اصلاحی مشن کا آغاز سب سے پہلے اپنے خاندان والوں سے کیا تاکہ دوسروں پر اس کا مثبت اثر پڑے، یہ الگ بات ہے کہ قریش اس صدائے حق سے حیران ہوگئے اور جاہلی عادات وخیالات کے خلاف، آواز سن کر برافروختہ ہوگئے، لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی، مخالفت کے طوفان اٹھے، فتنہ کی آندھیاں آئیں اور چلی گئیں اور آپ اپنی جگہ پہاڑ کی طرح جمے رہے، کچھ دنوں کے بعد خاندان کے دائرے سے آگے بڑھ کر مکہ اور اس کے گردو پیش کے قبائل کو بھی پیغام حق سنانے لگے، تاکہ وہ اپنی تشنہ روحوں کو آب حیات سے سیراب کرسکیں، چنانچہ آپ نے اپنی صدائے حق کو طائف، حنین اور یثرب تک پہنچایا اور پھر وہ وقت آیا کہ آپ کی بعثت کو عام قرار دیا گیا اور آپ نے اپنے پیغام امن کو پوری انسانیت کے لئے عام کردیا، عرب وعجم اور اسود واحمر سب کے سامنے ایسا ضابطۂ اخلاق، مکمل دستور العمل اور شاندار نظام حیات رکھا، جو تنگ ذہنی اور تنگ نظری سے نہ صرف یہ کہ پاک تھا، بلکہ دیگر اقوام کے لئے آئیڈیل اور قابل تقلید تھا اور جس میں ہر فرد کا خیال رکھا گیا اور جس میں دوست ہی نہیں دشمن کے لئے بھی وہ خلوص تھا جو پورے عالم انسانیت کو یکجہتی کے رشتے کی لڑی میں پروتا ہے اور محکوموں، مجبوروں، بے سہاروں اور بے کسوں کے انسانی حقوق کے تحفظ کی گارنٹی دیتا ہے اور نوع انسانی کے سارے افراد کو ایک خاندان میں تبدیل کرتا ہے اور سب سے اہم اور بڑی بات بلکہ بہت بڑی بات یہ ہوئی کہ پیغمبر اسلام نے کائنات کی، صرف صحیح راستے کی جانب راہنمائی نہیں کی بلکہ اس پر چل کر دکھایا اور خود کو ان تعلیمات کا عملی نمونہ بنا کر ایک ایسا عظیم انسانی انقلاب برپا کیا جس کا تصور اس قلیل عرصہ میں ناممکن ہی نہیں، محال معلوم ہوتا ہے۔

آپ کی بعثت کا مقصد تلاوت کتاب، تزکیہ نفوس، تعلیم حکمت اور تعلیم کتاب تھا، یعنی شرک وبدعت کے دلدل سے نکال کر توحید خالص کی دعوت، جنت کی بشارت اور عذاب آخرت کی وعید کو پہنچانا تھا، آپ کا کام نیکی کی ترغیب اور بدی سے منع کرنا تھا، پاک و صاف اشیا کو حلال اور گندی وناپاک چیزوں کو حرام قرار دینا تھا، الفت واخوت اور مواسات ومساوات کا درس دینا آپ کا نصب العین تھا، بکھری ہوئی جاں بہ لب انسانیت کو ایک لڑی میں پرونا آپ کا خاص مشن تھا، چنانچہ اس محسن انسانیت نے عظمت کردار، بلندی اخلاق اور پاکیزگی عمل کا جو نمونہ پیش کیا، اس نے اہل

> آپ ﷺ نے سماجی بھلائی اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں نہ صرف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ بسا اوقات اس کی قیادت بھی کی، حجر اسود کی تنصیب، حلف الفضول اور مواخات کا عمل اس کی واضح مثال ہیں، آپ نے زید بن حارثہؓ جو غلام تھے، کی اپنے بیٹے کی طرح پرورش کی، غلام ویتیم کے ساتھ ایسے برتاؤ کی مثال دنیا نے کیونکر دیکھی ہوگی؟ آپ نے عورتوں کو ان کے تمام حقوق کے ساتھ، عظمت واحترام کے اوج ثریا پر پہنچایا، بڑوں چھوٹوں کے فرق مراتب کی حد بندی کی

عرب ہی نہیں بلکہ تمام عالم انسانیت کے قلوب واذہان کو جھنجوڑ کر رکھ دیا اور روحوں کو تڑپا دیا بلکہ گرما دیا، یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تاریخ عالم میں دوسرا ایسا کوئی مصلح کامل نہیں ملتا جس نے اپنے کردار وعمل سے خود کو ”رحمۃ للعالمین“ ثابت کیا ہو اور یہی سبب ہے کہ آپ کی عظمت اور آپ کے تقدس کا اعتراف مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ہر مذہب ومسلک اور مکتب فکر کے دانشوروں اور مورخوں نے کیا ہے۔

دعوت کا اثر:

سابقہ تحریر سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضور علیہ السلام عرب میں مبعوث ہوئے، اس لئے فطری طریق کار کے پیش نظر اول قوم عرب ہی آپ کی مخاطب قرار پائی اور آپ کی دعوت کا اثر سب سے پہلے انہیں پر ظاہر ہوا اور آہستہ آہستہ ان کی زندگی میں انقلاب آنا شروع ہوا اور وہ آپ کے سایۂ رحمت میں بتدریج آنے لگے اور کچھ دنوں کے مخلصانہ ومشفقانہ اور دردمندانہ محنت کے بعد ”خیر امت“ ہونے کی راہ ہموار ہونے لگی اور پھر جاں نثاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی جماعت تیار ہوئی کہ جن سے بہتر یا افضل کوئی جماعت اس روئے زمین پر دیکھنے میں نہیں آئی، جس نے اپنے رہبر کامل کی حیات کے ایک ایک لمحہ کو حرز جاں بنایا اور اس پر مر مٹنے کو قابل فخر اور سعادت دارین سمجھا اور وہ قابل قدر سرمایہ آج اس امت کے پاس متصل اور مسلسل سند کے ساتھ موجود ہے اور یہ خصوصیت صرف اسی مصلح امت کے حصے میں آئی، جسے محسن انسانیت، سرور کونین، فخر دو جہاں، ہادی عالم، رحمۃ للعالمین، فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماوی، یتیموں کا والی اور غلاموں کا مولی بنایا گیا تھا اور سرکش طبیعتوں کا یہ زبردست انقلاب، بلکہ تاریخ کا عظیم ترین انقلاب اسی رسول برحق اور عظیم داعی کے دست مبارک پر انجام پایا جو تاریخ انسانی کا ایک محیر العقول واقعہ ہے:

دُر فشانی نے تیری، قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا، آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی، جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا
کسی اِک ادا کی تو بات کیا؟

انسانی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل اور اپنی مثبت فکر سے متاثر نہ کیا ہو، آپ نے اوس وخزرج کے درمیان برسہا برس سے جاری جنگ کو ختم کرا کر قتل کے ایک زبردست سلسلہ کو روک دیا، آپ نے جنگ کے جس ضابطۂ اخلاق کی وضع کی اور اس پر عمل کیا، دنیا اس کی

نظیر پیش نہ کرسکی اور نہ کرسکتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ دوران جنگ بوڑھوں، عورتوں اور بچوں پر نہ صرف یہ کہ وار نہ کیا جائے، بلکہ ان کا مکمل تحفظ کیا جائے، دشمن کی صفوں میں موجود ہنرمند اور تعلیم یافتہ افراد کو قتل نہ کرنے کا حکم دے کر آپ نے دنیا پر علم و ہنر کی عظمت و اہمیت کو اجاگر کیا، دشمن کے کھیتوں اور درختوں کو نہ جلانے اور تالاب و کنوؤں میں زہر نہ ملانے کا حکم اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ کسی بھی بے قصور شخص کی ہلاکت کے خلاف تھے، آج کی نام نہاد مہذب اقوام کے لئے آپ کا مذکورہ حکم ایک آئینہ ہے جس میں وہ اپنا چہرہ دیکھ سکتی ہے کہ جو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر، نہتوں اور بے قصوروں پر میزائل اور بم برسانے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتیں، آپ علیہ السلام نے بُرائی کی مدافعت، بھلائی سے کرنے کی جو تعلیم دی، اس سے اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ آپ واقعی محسن انسانیت تھے، آپ ایک بہترین نظام حکومت کے بانی ہیں، عمدہ ترین تہذیب و ثقافت کے موسس ہیں، عدل و انصاف کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی نظام معیشت کے قائم کرنے والے ہیں، آپ نے سیاسی، اقتصادی، معاشی، اخلاقی اور معاشرتی مسائل کا ایک متوازن اور معتدل حل پیش کیا، آپ نے حسن تدبر و تدبیر اور حسن انتظام و انصرام کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ بڑے سے بڑے مدبر و منتظم حیران و ششدر ہوئے بنا نہ رہ سکے، آپ نے انفرادی زندگی کے بجائے، اجتماعی زندگی پر زور دیا، انتشار و خلفشار کے بدلے، اتحاد و اتفاق کو اسلام کا نصب العین بنایا، امامت و قیادت کی بنیاد تقویٰ و قابلیت پر رکھی، آپ نے سماجی بھلائی اور رفاہ عامہ کے کاموں میں نہ صرف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ بسا اوقات اس کی قیادت بھی کی، حجر اسود کی تنصیب، حلف الفضول اور مواخات کا عمل اس کی واضح مثال ہیں، آپ نے زید بن حارثہؓ جو غلام تھے، کی اپنے بیٹے کی طرح پرورش کی، غلام و یتیم کے ساتھ ایسے برتاؤ کی مثال دنیا نے کیونکر دیکھی ہوگی؟ آپ نے عورتوں کو ان کے تمام حقوق کے ساتھ، عظمت و احترام کے اوج ثریا پر پہنچایا، بڑوں چھوٹوں کے فرق مراتب کی حد بندی کی الغرض کسی بھی شعبہ ہائے حیات کو تشنہ نہیں چھوڑا:

کسی اک ادا کی تو بات کیا
حسنت جمیع خصالہ
وہ خدا کا جس نے پتہ دیا
صلوا علیہ وآلہ

گفتار و کردار میں یکسانیت کا فلسفہ:

آپ نے اپنی زندگی کے قلیل عرصہ میں، جس طرح مردہ قلوب میں روح ڈال دی، نفرت و عداوت کی جگہ، الفت و محبت کو قائم کیا، ظلمت و جہالت کے فاسد مادے کو نکال باہر کیا، عرب کے بدوؤں کے قلوب و اذہان میں نور صداقت اور ضیائے علم کو سمو دیا اور جس طرح ان کی کایا پلٹ دی یہ آپ کا عظیم الشان معجزہ ہے، جس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں، بقول سید سلیمان ندویؒ:

"آدم سے عیسیٰ تک اور شام سے ہندوستان تک انسان کی مصلحانہ زندگی پر ایک نظر ڈالو، کیا عملی ہدایتوں اور کامل مثالوں کا کوئی نمونہ کہیں نظر آتا ہے؟"

حضور علیہ السلام کی تبدیلی قلوب کی تحریک اس لئے کارگر اور زود اثر ثابت ہوئی کہ آپ نے جو کہا، اسے پہلے خود کیا اور یہی اسلام کی شوکت روز افزوں کا بڑا سبب بنا، آج اقوام متحدہ سمیت حقوق انسانی کے تحفظ کی پاسداری کے لئے بے شمار تنظیمیں اور کمیشن قائم ہیں، لیکن نتیجہ اور کارکردگی دنیا کے سامنے ہے، کسی بھی تحریک اور مشن کی کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب بانی تحریک کے اقوال و افعال میں تضاد نہ ہو، اس کے کردار و گفتار میں یکسانیت ہو، تاریخ پڑھیں معلوم ہوگا کہ جملہ اخلاق حمیدہ، ہمدردانہ، جذبات، قائدانہ قابلیت اور زاہدانہ سیرت کی جھلک بدرجۂ اتم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں موجود تھیں اور یہی وہ پوائنٹ ہے جو اصلاحی تحریکوں کی کامیابی کا ضامن ہے اور حضور علیہ السلام کی حیات مقدسہ کے حوالے سے یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جو آج تک بھی اقوام کے لئے حیرت و حیرانی کا موجب بنی ہوئی ہے، اس مرکزی نقطہ کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے تو یہ بات خوب سمجھ میں آتی ہے کہ بسا اوقات اصلاحی جلسے جلوس، اصلاحی تحریکیں، اصلاحی اکیڈمیاں اور اصلاحی انجمنیں کیوں ناکام اور غیر موثر ہو جاتی ہیں کہ ان تحریکوں کے سربراہان حضرات کی زندگی عمل کے سانچے میں ڈھلی ہوئی نہیں ہوتی، ان کے ظاہر و باطن میں تباین ہوتا ہے، اقوال و افعال میں تضاد ہوتا ہے اور ان کے کردار و گفتار میں اختلاف ہوتا ہے، اصلاحی کاموں کی نتیجہ خیزی اور کامیابی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کردار و گفتار میں یکسانیت کے فلسفے کو پیش نظر رکھنا ناگزیر ہے اور یہی اصل پوائنٹ ہے۔

ربیع الاول کا مہینہ ہر سال آتا ہے اور اس مہینے کے ساتھ قدرتی طور سے کچھ ایسی اسلامی یادیں وابستہ ہیں جو ہمارے ایمان کا حصہ ہیں، اسی ماہ میں عالمگیر انقلاب کے بانی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور اسی ماہ میں وفات پائی۔ آپ کی ولادت و وفات کو یاد کرنا اور یاد رکھنا یقیناً ہمارے ایمان و یقین کا جزو ہے، لیکن نبی اکرم اور رحمۃ للعالمین کی روشن تعلیمات کو فراموش کرکے، مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا اسلام کے ساتھ بددیانتی ہے، ضروری ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگی میں اسوۂ حسنہ کی جھلکیاں پیدا کریں، ورنہ کوئی فائدہ نہیں۔ ☆☆☆

بدن تھکا بھی نہیں اور سفر تمام ہوا!

مولانا قاضی احسان احمد

جو انسان اس دنیا میں آتا ہے اسے ایک نہ ایک دن ضرور اس جہان فانی کو خیر باد کہنا ہے، مگر زندگی بھر انسان مستقبل قریب و بعید کو سنوارنے کے لئے محنت و کوشش کرتا ہے۔ ایک امید و یاس کے سمندر کو عبور کر کے اطمینان و یقین کی دنیا میں قدم رکھتا ہے۔ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا شروع کرتا ہے۔ زندگی کو بنانے کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے، مگر وہ نہیں جانتا کہ اس کا وقت کب، کہاں اور کس موڑ پر پورا ہو جائے گا؟

آج مولانا محمد اجمل شہیدؒ کو ہم سے جدا ہوئے تقریباً ڈیڑھ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے مگر ان کی یادوں کا گلشن ہرا بھرا، تروتازہ گلاب کی طرح آنکھوں کے سامنے بسا ہوا ہے۔

مولانا محمد اجمل شہید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے بطور مبلغ کراچی دفتر کے لئے منتخب ہوئے کم و بیش ایک ماہ بعد ۵ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ بروز جمعہ بعد نماز عشاء رات ساڑھے آٹھ بجے شہادت عظمیٰ کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

شہادت ایک مقدس موت ہے، جو تمنا کرنے کے ساتھ ساتھ رب کریم کی کرم نوازیوں سے ملتی ہے۔ مولانا محمد اجمل شہید نے بہت کم وقت کراچی دفتر کے رفقاء کے ساتھ بالخصوص راقم کے ساتھ گزارا۔ ایک ماہ پر مشتمل رفاقت، ابھی تو ایک دوسرے کو صحیح معنوں میں جاننے کا موقع بھی نہ ملا تھا۔ مولانا اجمل شہید انتہائی کم گو، ملنسار، محنتی اور کام کا جذبہ رکھنے والے ذی استعداد عالم دین تھے، کم عمر مگر سوچ طویل، تقریر میں روانی مگر دلائل کے ساتھ، رب کریم کو کچھ یوں ہی منظور تھا:

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کہ کف دست ساقی چھلک پڑا
رہی دل کی دل ہی میں حسرتیں کہ نشان قضا نے مٹا دیا

مولانا اجمل شہیدؒ مضبوط ارادوں کے مالک اور تحفظ ختم نبوت کے کام سے انتہائی محبت رکھنے والے نوجوان عالم دین تھے، ابھی عمر ہی کیا تھی یہی کوئی چوبیس سال کہ کراچی کی جلتی آگ کو دیکھ کر بھی خواہش کی کہ مجھے تحفظ ناموس رسالت کی پاسبانی اور نگہبانی کا فریضہ انجام دینے کے لئے کراچی بھیج دیا جائے، نہ جانے حق تعالیٰ نے ان کے دل میں کیا بات ڈالی جس کی وجہ سے انہوں نے یہ خواہش کی، بہر کیف ان کی زندگی کے آخری لمحات ایک شمع رسالت کے پروانے کی صورت میں گزرے۔

شہادت کے روز یہ ناکارہ، سید کمال شاہ اور مولانا محمد اجمل سارا دن اکٹھے رہے، جمعہ کی نماز، اس کے بعد تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر بیان، بعد مغرب خدام ختم نبوت سے تعارفی ملاقات، بعد عشاء ایک مرتبہ پھر دفتر ختم نبوت کی چوکھٹ پر حاضری، گویا جاتے جاتے اپنے احباب کو دل ہی دل میں یہ کہہ گئے:

اب تو جاتے ہیں مے کدہ سے میر
پھر ملیں گے، اگر خدا لایا!

یہ جانا ان کے لئے آخری جانا ثابت ہوا، نہ جانے دل میں کیا امنگ یا آرزو لے کر دفتر سے نکلے اور دل ہی میں لے کر ساتھ چلے گئے؟

مولانا محمد اجمل شہیدؒ کامیاب، سرخرو ہو کر دربار الٰہی میں پہنچ گئے۔ انہوں نے ابھی سفر شروع ہی کیا تھا کہ منزل آ گئی، بہت خوب سفر پر نکلے، ایک زقند بھری اور منزل پائی۔ شہید اجملؒ کا جسد خاکی ان کے اپنے آبائی گاؤں اوچ شریف سے قریب ایک بستی میں لایا گیا۔ بستی والے اور گرد و نواح کے مسلمان ایک شہید کے جنازہ میں شرکت اپنی نجات سمجھ کر آئے۔ ایک ناموس رسالت کے محافظ اور سپاہی کے جنازہ میں شرکت شفاعت محمدی کا پروانہ سمجھ کر آئے، مولانا کے والد بزرگ وار اور برادران گرامی سب کو دیکھ کر ایک بار پھر مولانا اجمل شہیدؒ کی یادیں آنکھوں میں آنسوؤں کی صورت میں تیرنے لگیں۔ بہر کیف مولانا اجمل شہیدؒ بہت کم وقت میں بہت آگے چلے گئے، اللہ تعالیٰ ان کی حسنات اور قربانی کو قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

”کمال! باکمال تھا“

مولانا قاضی احسان احمد

یوں تو دنیا میں بہت سے انسان آتے ہیں، یہاں آنا جانے کی تمہید ہے، مگر کچھ جانے والے اس انداز سے جاتے ہیں کہ اپنے بعد والوں کے لئے ان کی زندگی کے درخشاں باب دعوت عمل دیتے ہیں، ان کا مشن چلتا پھرتا نظر آتا ہے اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ایسے ہی خوش بخت، سعادت مند بندوں میں سے ایک میرے شاہ جی برادرم مکرم سید کمال شاہ شہیدؒ بھی تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے دیہاتی ماحول میں آنکھ کھولنے کے باوجود، تعلیم وتعلم سے دور ہونے کے باوصف، سادگی کے پیکر ہونے کے باوجود، بہت سی خداداد خوبیوں اور صلاحیتوں کا مالک بنایا تھا۔

بھائی سید کمال شاہ سے اس ناکارہ کا جماعتی تعلق تو تقریباً اس وقت سے ہے جب سے کراچی دفتر ختم نبوت آنا جانا شروع ہوا، مگر قلبی اور محبتوں بھرا تعلق اس وقت سے قائم ہوا جب بندہ شہید ختم نبوت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ، شہید ناموس رسالت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت کے بعد کراچی میں مستقل بطور مبلغ آیا، تقریباً آٹھ سالہ رفاقت کے بیتے ہوئے دن رات، تنظیمی مصروفیات، خوشی غمی کے لمحات کی ایک بڑی لمبی داستان ہے، جو ہمارے درمیان اس عرصہ میں قائم ہوئی، اس طویل دورانیہ میں دن رات جماعتی پروگراموں کے سلسلہ میں شاہ جی گاڑی میں میرے ساتھ ہوتے تھے، شاہ جی کے بغیر میرا سفر اندرون کراچی یا بیرونی کراچی نہیں ہوتا تھا، جب بھی اپنی سواری پر اندرون سندھ یا پنجاب آنا ہوتا تو شاہ جی کا ہمراہ ہونا فرض عین کے درجہ میں ہوتا۔ گویا میں اور شاہ جی لازم وملزوم تھے۔

دلوں میں درد کی شمعیں جلا کے چھوڑ گیا
اک جہاں کو اپنا بنا کے چھوڑ گیا

شاہ جیؒ کی بے شمار خوبیوں میں سے چند ایک کا ذکر زیر قلم لانے کی کوشش کروں گا۔

صبر وشکر:

یہ نعمت اللہ کریم کی عظیم نعمت ہے، جس انسان کو صبر اور شکر کرنے کی عادت ہو جائے اسے ہر جگہ کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ شاہ جی تسلیم ورضا کے پیکر اور مجسم شکر واحسان تھے۔ طمع اور لالچ سے کوسوں دور، اس صبر اور شکر کی نعمت کی وجہ سے کوئی چیز ایسی نہ ہوتی جو ان کو نہ ملتی بلکہ دوسروں سے زیادہ ملتی۔

جیسا کہ غالباً مسند احمد کی روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک کھجور عنایت فرمائی، اس نے کم ہونے کی وجہ سے حقیر جانا اور لینے سے انکار کر دیا، ایک دوسرا شخص آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کھجور اس کو عنایت کی تو اس نے خوشی سے اور ہدیہ سمجھتے ہوئے فوراً ہاتھ بڑھایا اور اسے قبول کر لیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد بطور انعام اور خوشی اس کو بیس دینار عطا فرمائے۔

میرے شاہ جیؒ مجھ سے اکثر دل کی باتیں بھی کر لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگے: میرے سارے گھر والے کراچی کے حالات کے پیش نظر اصرار کرتے ہیں کہ کراچی چھوڑ کر یہاں آجاؤ، یہاں کام کرلو تو میں ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی بات کر کے ان سے جان چھڑا لیتا ہوں۔ گاڑی اور ٹریکٹر ہر چیز کی پیشکش کرتے ہیں، مگر میں سوچتا ہوں کہ یہ جو کام تحفظ ختم نبوت کا ملا ہے یہ چھوٹ جائے گا، مرنا تو وہاں بھی ہے یہاں بھی، مگر یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کرتے موت آئے گی۔

ایک مرتبہ راقم ایک مسجد میں پرویزی دور میں بیان کر رہا تھا، نہ جانے کیا عنوان اور موضوع تھا، بات کچھ سخت ہوگئی، بعد میں مجھے بتانے لگے کہ دوران تقریر میں مسجد کے برآمدہ میں بیٹھا تھا، میرے ساتھ ایک صاحب آکر بیٹھ گئے اور آپ کے متعلق کہنے لگے کہ اس مولوی کو مرنے کا زیادہ شوق ہے، میں نے پوچھا کیا ہوا؟ تو وہ کہنے لگا: یہ جو اتنی سخت تقریر کر رہا ہے، مرے گا نہیں تو کیا ہوگا؟ مجھے کہنے لگے: بھائی! میں نے معلوم ہے اس کو کیا جواب دیا؟ میں نے کہا: بتاؤ تو کہنے لگے: میں نے اس سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اگر یہ مولوی مر جائے گا تو کس قدر خوش بختی کی بات ہے، مرنا تو اس نے ہے ہی اگر ختم نبوت کا دفاع کرتے ہوئے مرے گا تو اور کیا چاہیے؟

مجھے شاہ جی کا جواب بہت اچھا لگا، مگر شاہ جیؒ خود اس پر عمل پیرا ہو کر اس ناکارہ کو چھوڑ کر چلے گئے:

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کر چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے

میرے بزرگ اور محترم جناب شیخ انیس الرحمٰن صاحب کہنے لگے: جب شاہ جیؒ کی شہادت کی خبر ملی تو میں ساری رات سو نہیں سکا، شاہ جی کا معصوم چہرہ، مستعد جسم، ہر وقت کام میں مگن رہنے والا ساتھی، آنکھوں کے سامنے آجاتا، میں جب بھی دفتر آیا تو

شاہ جی کو کسی نہ کسی کام میں مصروف دیکھا۔

دفتر میں رہائش پذیر رفقاء کے بچوں کو صبح کے وقت مدرسہ لے جانا شاہ جی نے ذاتی طور پر اپنی ڈیوٹی بنالیا تھا۔ مدرسہ کے وقت سے پہلے سردی، گرمی، بارش ہو آندھی ہو ہر حال میں پہلے تیار کھڑے ہوتے۔ اللہ کریم ان کی اس محبت اور لگن کو ان کے لئے، ان کی اولاد کے لئے قبول فرمائے اور ان کی معصوم بچیوں کی کفالت وکفایت فرمائے۔

دیوانے گزر جائیں گے ہر منزل غم سے
زمانہ انہیں حیرت سے تکتا ہی رہے گا
آتی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

ایک دن راقم کے بیٹے حافظ محمد سلمہ نے گھر میں دسترخوان لگایا تو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ کس سلیقہ اور قرینے کے ساتھ کام کیا ہے، خود ہی بتانے لگا کہ میں نے یہ دسترخوان لگانے کا طریقہ اور انداز شاہ جیؒ سے سیکھا ہے، دفتر میں جب کوئی پروگرام ہوتا تو شاہ جیؒ ایسے دسترخوان لگاتے تھے۔

شہید غازی علم الدینؒ سے متعلق مولانا ظفر علی خانؒ نے جو لکھا تھا وہ ہمارے شاہ جی پر بالکل صادق آتا ہے۔ مولانا نے غازی صاحبؒ کو خطاب کر کے فرمایا تھا:

”علم الدین کے خون کی حدت سے غیرت وحمیت کے وہ چراغ روشن ہوئے ہیں جنہیں مخالف ہوا کے تند وتیز جھونکے بھی بجھا نہیں سکتے، آپ کی شہادت سے قوم کو ایک نئی زندگی ملی ہے، وہ زندگی جسے اب موت بھی نہیں مار سکتی۔“

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ! اللہ! موت کو کس نے مسیحا کردیا

☆☆..................☆☆

ردقادیانیت کورس، بہاول پور

بہاول پور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد اشرف غلہ منڈی میں ۱۲، ۱۳رجنوری کو دوروزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ کورس کا دورانیہ عصر تا عشاء نماز مغرب کے وقفہ کے ساتھ تھا۔

۱۲رجنوری عصر سے مغرب تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر لیکچر دیا۔ مغرب سے عشاء تک مرزا قادیانی کے دعوئ نبوت اور اس سے متعلق قادیانیوں کے شکوک وشبہات اور ان کے جوابات دیئے۔ نیز تحریری سوالوں کے جوابات دیئے۔

۱۳رجنوری کو شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قادیانیوں کے عقائد وعزائم اور ان کے مقابلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ پروگرام کی سرپرستی الحاج سیف الرحمن امیر اور مولانا مفتی عطاء الرحمن نائب امیر مجلس بہاولپور نے کی جبکہ انتظامات مولانا محمد اسحاق ساقی دامت برکاتہم نے کئے۔

جناب منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر اور سندھ ہائی کورٹ کے سینئر وکیل محترم جناب منظور احمد میو راجپوت صاحب کے والد ماجد گزشتہ دنوں اپنے آبائی وطن چک ۴۵ رارے پاتھ خورد تحصیل چوکی میں قضائے الٰہی سے رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے نوے سال کی طویل عمر عطا فرمائی۔ نیک اور فرمانبردار اولادان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ خود بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت پر بھی خصوصی توجہ رکھی۔ خالص دیہاتی ماحول کے باوجود صاحبزادگان کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ نہایت سادہ، نرم خو، منکسر المزاج اور ہمدردی وغمگساری کے پیکر تھے۔ اپنے علاقہ کے صاحب الرائے لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اللہ جل شانہ آپ کی حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے۔ آمین۔

رنج وغم کی اس گھڑی میں علماء کرام، وکلاء برادری، عزیز واقارب اور دوست واحباب نے جناب منظور صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا التزام کیا۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے رئیس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد سلیمان یوسف بنوری، مولانا امداد اللہ، مولانا عاصم ذکی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اعجاز مصطفی، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، محمد وسیم غزالی، جامعۃ الرشید سے مولانا مفتی عبدالرحیم، مفتی محمد، مولانا عثمان شیخوپوری، جامعہ درویشیہ سے مولانا لیاقت علی شاہ، مولانا حبیب احمد مسجد الفلاح، مولانا ولی خان مظفر المظفر ٹرسٹ، ٹنڈو آدم سے مولانا احمد میاں حمادی، مولانا محمد علی صدیقی اور کارکنان ختم نبوت نے فون پر جناب منظور صاحب سے تعزیت کی اور والد بزرگوار کی مغفرت کے لئے دعا کی۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں مرحوم کو فراموش نہ فرمائیں۔ ☆☆

اخلاقِ حسنہ اور شاتمِ رسول کی سزا!

نام نہاد مفکرین ودانشوروں کا حضور (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے اخلاق کا سہارا لے کر شاتم رسول کی سزا سے انکار پر سیرت نبوی کی روشنی میں ایک تحریر

دوسری قسط

مفتی عارف محمود

توہینِ رسالت پر سزائے موت سے انکار، سیرت نبوی سے ناواقفیت ہے:

ان نام نہاد مفکرین اور فکری یتیم دانشوروں کی اس بات کو اگر تسلیم کرلیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا تو اسے اس بات کی دلیل میں پیش کرنا کہ توہین رسالت کے مرتکب کو قابل گردن زدنی نہیں سمجھا جائے گا، قطعاً درست نہیں، یہ احکام خداوندی، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہ و تابعین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے طرزِ عمل اور جمہور اہلسنت والجماعت کے اتفاقی مؤقف سے نہ صرف ناواقفیت، بلکہ نری جہالت کی علامت ہے، کیونکہ محارم اللہ کے ارتکاب پر مؤاخذہ اور منصب رسالت کی توہین پر گستاخ کی گردن مارنا نہ صرف شریعت کا حکم ہے، بلکہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو ہے۔

مسئلۂ اَخلاق سے متعلق ایک سنگین غلطی:

مسئلۂ اخلاق کے حوالہ سے ایک سنگین غلطی اور بڑی غلط فہمی جس میں یہ لوگ مبتلا ہیں، وہ یہ کہ صرف رحم و رأفت اور تواضع و انکساری کو پیغمبرانہ اخلاق کا مظہر سمجھ لیا ہے، حالانکہ اخلاق کا تعلق زندگی کے تمام پہلوؤں اور گوشوں سے ہے۔ دوست و دشمن، عزیز و بیگانہ، چھوٹے بڑے، مفلسی و تونگری، صلح و جنگ، گرفت و مؤاخذہ، عفو و درگزر، اور خلوت و جلوت، غرض ہر جگہ اور ہر ایک تک دائرہ اخلاق کی وسعت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے والوں سے حضور ﷺ کا انتقام لینا:

احادیث مبارکہ میں صراحتاً یہ بات موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا (اس انتقام نہ لینے کا صحیح مطلب آگے آرہا ہے) لیکن اگر کسی نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کیا اور حدودِ اسلام سے تجاوز کیا تو ضرور اس سے انتقام لیتے تھے، چنانچہ صحیحین میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں سے ایک اختیار کرلینے کی ہدایت کی جاتی تو آپ ان میں سے آسان کو اختیار فرمالیتے، اگر وہ گناہ نہ ہوتا، اگر گناہ کا سبب ہوتا تو اس سے دور ہوجاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی بات میں کسی سے انتقام نہیں لیا، البتہ جس چیز کو خدا تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اگر اس کو حلال کیا گیا تو آپ ضرور انتقام لیتے تھے۔“

یہی مضمون مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی منقول ہے کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، یعنی نہ عورت کو اور نہ خادم کو، مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں جہاد کرتے (تو اپنے ہاتھ سے دشمنوں کو مارتے تھے) اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز (تکلیف) پہنچتی تو آپ اس کا انتقام نہ لیتے تھے، مگر جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کا ارتکاب کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سزا ضرور دیتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں "باب ما یجوز من الغضب والشدة لأمر الله" کے عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے، اس ترجمۃ الباب کا مقصد بیان کرتے ہوئے استاذ المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب أطال اللہ بقاءہ علینا کشف الباری میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کی اذیت پر صبر کرنا اور اپنی ذات کے لئے ان سے انتقام نہ لینا اور ان سے شفقت اور نرمی والا برتاؤ کرنا اگر چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ میں شامل تھا، تاہم دین اور شریعت اور اللہ کے احکام کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رعایت نہیں فرماتے تھے، بلکہ اللہ جل شانہٗ نے قرآن کریم میں اللہ کے دشمنوں کفار کے ساتھ سخت برتاؤ کا حکم دیا ہے۔

مسئلۂ اَخلاق اور شاتمِ رسول کے متعلق ایک شبہ اور اس کا جواب:

کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور عفو و درگزر کے بعض واقعات کا سہارا لے کر یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں اور مخالفین کی طرف سے پہنچائی گئی ایذا و تکلیف کو نہ صرف برداشت کرتے، بلکہ عفو و درگزر بھی فرماتے تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ”الشفاء“ میں اس شبہ پر تفصیلی رد کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے، ایمان کو ان کے دلوں میں راسخ کرنے اور ان کو ایک کلمہ پر جمع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا معاملہ فرمانے کا حکم دیا تھا، لیکن جب اسلام مستحکم ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کو قوت و غلبہ عطا فرمایا، تو پھر یہ حکم تبدیل ہوگیا، اس کے بعد جس بدبخت و گستاخ پر قدرت ہوئی اور جس کی شرارت و فتنہ انگیزی مشہور ہوگئی تھی اسے نہ صرف قتل کر دیا گیا، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون بھی ہدر (رائیگاں) قرار دیا۔

حضور ﷺ کا اپنے نفس کے لئے انتقام نہ لینے کا صحیح مطلب:

بعض روایات میں جو آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہوا، تو اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قول و فعل کے ذریعے بے ادبی کا معاملہ کیا، یا کوئی گستاخی، یا بدمعاملگی کی، خواہ جان کے حوالے سے ہو یا مال کے سلسلے میں، اور ایسا کرنے میں اس کا مقصود درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا و تکلیف پہنچانا نہ تھا، بلکہ اس نے اس طرح کے اقدامات اپنی جبلی یا فطری افتاد کی بناء پر کئے، جیسے ماقبل میں بدو کی بدسلوکی کا واقعہ گذرا، جس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر مبارک کو اس طرح کھینچا کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا، تو یہ کوئی ایذا و تکلیف پہنچانے کی غرض سے نہیں تھا، بلکہ یہ اس دیہاتی کی جہالت یا فطری اجڈپن کی وجہ سے تھا، چونکہ یہ ایسا عمل ہے جو بشری فطرت کے تحت ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انتقام نہیں لیا، عفو و درگزر سے کام لیا۔

ہاں! البتہ اگر کسی نے قصداً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی، یا کوئی ایذا پہنچائی، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انتقام لیا ہے، کیونکہ اس طرح کے لوگوں کا سلوک تو درحقیقت اللہ عزوجل کی حرمت کی ہتک تھی، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز کرنا اور مقام و مرتبہ عطا کرنا وغیرہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھا۔

حضور اقدس ﷺ کا ازروئے اخلاق بعض بداخلاقوں کو معاف کرنا:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالفین کی ایذا پر صبر کرنا اور ان کو معاف کرنا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا، یہ آپ علیہ السلام کا حق تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کو معاف بھی کیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد امت میں سے کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان زیادتیوں کو برداشت کرے، کیونکہ یہ اب کسی قوم یا قبیلہ کا حق نہیں، بلکہ تمام امت مسلمہ کا حق ہے، اور امت کے کسی فرد کو یہ جرم معاف کرنے کا حق ہرگز نہیں، لہٰذا نہ تو پاکستان کے صدر اور وزیراعظم کو یہ حق حاصل کہ وہ جرم توہین رسالت کے مرتکب کو معاف کرے اور نہ ہی کسی فرد یا قومی ادارے کو یہ اختیار کہ وہ اس سلسلہ کے قوانین میں ترمیم کرے۔

کیا کوئی شاتم رسول کی سزا معاف کرسکتا ہے؟

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''الصارم المسلول'' میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ایک مسلمان کے لئے توہین رسالت کو معاف کرنے کا کوئی جواز نہیں، نہ یہ اس کی ذات کا معاملہ ہے نہ ہی نہیں کہ وہ مجرم کو معاف کرکے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے یہ تو اس کے اللہ، اس کے رسول اور دین اسلام کا حق ہے، لہٰذا اُسے چاہئے کہ وہ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"إن النبي صلى الله عليه وسلم كان له أن يعفو عمن شتمه و سبه في حياته و ليس لأمته أن يعفو من ذلك."

ترجمہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنی زندگی میں سب و شتم کرنے والوں سے درگزر کریں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس جرم کو معاف کرے۔

نام نہاد دانشوروں اور حکمرانوں کا اپنی توہین پر رویہ:

افسوسناک بات یہ ہے کہ ''دانشور'' ''مفکرین'' اور ''علامہ'' کہلانے والے یہ جاہل اور ہمارے سیاسی زعماء و پیٹ کے پجاری چند حکمران جو اپنی ذات کے حوالے سے ایک لفظ بھی توہین کا برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، اسی پر بس نہیں بلکہ بعض دفعہ اپنی انا کی تسکین اور اپنی توہین کا انتقام لینے کے لئے سینکڑوں نہیں ہزاروں انسانوں کی زندگیوں کو آگ میں جھونک دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے، وہ اہل اسلام کو توہین رسالت کے موقع پر چشم پوشی، بزدلی اور انسانی حقوق کے نام پر گستاخوں کو معاف کرنے اور توہین رسالت سے متعلقہ قوانین میں ترمیم کروانے کے لئے سیرت کا حوالہ دیتے ہیں۔

سیرت نبوی صرف تواضع وانکساری کا نام نہیں:

محترم قارئین! گزشتہ سطور میں ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ اخلاق حسنہ اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صرف رحم و رافت اور تواضع و انکساری ہی کا نام نہیں، بلکہ یہ بھی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پہلو ہے کہ جب اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر لیا جائے، حدود اللہ سے تجاوز ہونے لگے اور کوئی بدبخت تحریر و زبان سے شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کرے تو اس کی گرفت کی جائے اور اس کا مؤاخذہ کیا جائے، لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ گرفت و مؤاخذہ ہماری سوچ اور رائے کے مطابق نہیں، بلکہ ہمیں اس سلسلے میں بھی شریعت مطہرہ کے بیان کردہ احکامات اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا۔

(جاری ہے)

خطیب ختم نبوت

مولانا سیدّ محمد اشرف ہمدانیؒ کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا سید محمد اشرف ہمدانیؒ کو پہلی مرتبہ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں قصبہ ایاز آباد ملتان میں دیکھا اور سنا، وہ اونچے لمبے قد کے کڑیل جوان تھے۔ اللہ پاک نے انہیں خطیبانہ و ادیبانہ صلاحیتوں سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ انہوں نے اپنی خطابت کو ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے استعمال کیا، وہ ہنس مکھ، خوبصورت و خوب سیرت انسان تھے۔ بذلہ سنجی ان پر ختم تھی، وہ اپنی تقاریر میں علمی انداز کم عوامی انداز زیادہ استعمال کرتے تاکہ عوام و خواص ان سے مستفید ہوسکیں، وہ اپنے خطاب میں قرآن، حدیث، فقہی مسائل، بزرگوں کے حالات و واقعات کثرت سے بیان کرتے۔

وہ ایک عرصہ تک فیصل آباد کی جناح کالونی کی مرکزی مسجد میں اپنی خطابت کا جادو جگاتے رہے۔ مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ نے ان کی خطیبانہ صلاحیتوں کا رخ منکرین ختم نبوت کی طرف موڑ دیا۔ فیصل آباد خطباء کا مرکز رہا ہے۔ مولانا محمد ضیاء الحق قاسمیؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد اشرف ہمدانیؒ کے ہاں بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوتے اور جمعہ سے قبل یہ خطباء اپنی خطابت کے ذریعہ عوام و خواص کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرماتے رہتے اور ہزارہا لوگوں نے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح ان سے لی۔ ان تینوں حضرات میں سے مولانا تاج محمودؒ تو گویا ردقادیانیت کے اسپیشلسٹ تھے، قادیانیوں کے اندرون خانہ معاملات سے باخبر رہتے، چناب نگر کے قصر خلافت میں کیا کیا ہوتا ہے، انہیں اس کی خبر ہوجاتی اور وہ مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا ہمدانی کو بریف کرتے اور اس طرح اہم معاملات میں فیصل آباد کے تینوں بڑے خطیبوں کی آواز ارباب اقتدار تک پہنچتی رہتی۔ مولانا تاج محمودؒ کی وفات کے بعد مولانا ہمدانیؒ نے یہ محاذ سنبھال لیا، اگرچہ مولانا تاج محمودؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند صاحبزادہ طارق محمودؒ نے بھی جلد از جلد بڑے حلقوں میں اپنا نام متعارف کرادیا۔ مولانا ہمدانی کی آواز زیادہ موثر تھی۔ چناب نگر دفتر ختم نبوت کا کمرہ جو مہمان خانہ کا کام بھی دیتا ہے، ان کی نگرانی میں تعمیر ہوا اور انہوں نے اپنے ذوق کے مطابق صاف ستھرا کمرہ اور کمرہ کے متصل بیت الخلا بھی تعمیر کرایا اور وہ مسلسل ادارہ کی نگرانی و آبیاری میں مصروف رہے۔ درمیان میں کچھ عرصہ فترت کا بھی آیا، لیکن جلد ہی پھر جماعت کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ وہ گفتگو کے بادشاہ تھے، بہاولنگر میں کچھ عرصہ قبل مولانا محمد طفیل ارشد مبلغ تھے جو راجپوت فیملی سے تعلق رکھتے ہیں، مزاج بھی راجپوتانہ رکھتے ہیں۔ ڈی سی بہاولنگر جو اپنے ساتھ قریشی کا لاحقہ لگایا کرتے تھے، کسی چک میں قادیانیوں نے ازراہ شرارت اپنا مردہ ہمارے قبرستان میں دبادیا۔ مولانا طفیل ارشد نے احتجاج کیا، لیکن ڈی سی صاحب ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے، انہوں نے پلو نہ پکڑایا تو مبلغ صاحب یہ سمجھے کہ ڈی سی قادیانی ہے تبھی تو پلو نہیں پکڑا رہا، تو مبلغ صاحب نے اپنے کسی خطاب میں ڈی سی کو قادیانی کہہ دیا تو ڈی سی صاحب بگڑ گئے اور معاملات روز بروز خراب ہوتے جارہے تھے، تو جماعت نے مولانا ہمدانی صاحب سے استدعا کی کہ وہ بہاولنگر تشریف لے جائیں اور معاملات کو سنبھالیں تو موصوف فیصل آباد اور راقم بہاولپور سے آیا مولانا محمد یوسف قریشیؒ کو ساتھ لیا اور ڈی سی صاحب سے ملاقات کی۔ ڈی سی صاحب نے کہا کہ آپ کے مبلغ نے مجھے قادیانی کہا ہے جب کہ میں قریشی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، اور صحیح العقیدہ مسلمان ہوں، میں کارروائی کا حق رکھتا ہوں اور کارروائی کروں گا تو مولانا ہمدانیؒ نے فرمایا کہ ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت والے رابطے کے لوگ ہیں، اگر ہمارے مبلغ سے کسی مسئلہ میں غلطی ہوگئی ہے تو آپ درگزر سے کام لیں۔ مولانا کی گفتگو اتنی جامع مانع تھی کہ ڈی سی صاحب کو جھکنے پر مجبور کردیا، نہ صرف مبلغ ختم نبوت کے خلاف کارروائی واپس لی، بلکہ جس چک میں مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی مردے مدفون تھے انہیں نکالنے کا آرڈر کیا۔

انہوں نے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ اللہ پاک نے ایوان اقتدار میں براجمان ارباب حل و عقد سے گفتگو کرنے کا طریقہ و سلیقہ سے سرفراز فرمایا تھا۔ اپنی پنجابی گفتگو سے ارباب اقتدار سے اپنی بات منوانے کا ملکہ رکھتے تھے۔

راقم نے مبلغ فیصل آباد مولانا عبدالرشید غازی کی معیت میں ۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ، ۸ جنوری

۲۰۱۳ء کو نیشنل ہسپتال میں حاضری دی اور ملاقات کی۔ موصوف کو بتلایا گیا کہ مبلغین ختم نبوت ملنے اور عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں تو مصافحہ اور معانقہ کے بعد آنکھوں میں آنسو آ گئے اور جماعتی رفقاء کی خیر و عافیت معلوم کی اور قائدین تحریک ختم نبوت کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست کی۔ یہ مرحوم سے آخری ملاقات تھی، اس سے احساس ہوا کہ موصوف اب چند دنوں کے مہمان ہیں۔ چند دن نیشنل ہسپتال میں زیر علاج رہے:

''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''

تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور نصف صدی تک دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والا خطیب بیٹوں اور ہزاروں معتقدین کو روتا ہوا چھوڑ کر آخری سفر پر روانہ ہو گیا، اللہ پاک ان کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر اور حسنات کو قبول فرمائیں اور ان کے پسماندگان اور صاحبزادگان کو ان کے لگائے ہوئے گلشن کو آباد و شاداب رکھنے کی توفیق دیں۔

۱۶/جنوری کو ملت ٹاؤن میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ، مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر پیر طریقت حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم، مولانا عبدالرشید غازی، صاحبزادہ مبشر محمود، قاری صولت نواز، مولانا غلام محمد، پیر سید ناصر فاروق شاہ، مولانا سید خبیب احمد شاہ نے کی۔ ☆☆

مولانا اللہ بخشؒ بھی چل بسے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا اللہ بخش دارالعلوم دیوبند کے فضلاء میں سے تھے۔ جو خاموش طبع، زیرک، ممتاز عالم دین تھے۔ موصوف سالہا سال تک جلسہ آرائیں لودھراں کی جامع مسجد صدیق اکبر میں قرآن و سنت کی دعوت و تبلیغ میں مصروف رہے اور ہزاروں لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی۔ آپ صوفی منش انسان تھے، شہرت سے کوسوں دور۔ پہلی مرتبہ جلسہ آرائیں ضلع لودھراں میں ۱۹۷۵ء، ۱۹۷۶ء میں جامع مسجد صدیق اکبر میں ایک تبلیغی جلسہ میں ان کی زیارت کا شرف رہا۔ یہ جلسہ ان کی دعوت پر منعقد ہو رہا تھا، جس کے مہمان خصوصی مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ سے پہلے خطیب العصر مولانا عبدالمجید شاہ ندیم مدظلہ نے حضرت کی موجودگی میں خطاب کیا۔ اس خطاب میں ایک واقعہ بیان فرمایا کہ اس دور میں قومی اسمبلی میں مولانا مفتی محمودؒ رکن اسمبلی نے پردہ کی اہمیت و افادیت پر بیان کیا، دوسرے روز جب مفتی صاحب اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسمبلی ہال میں تشریف لائے تو بعض ممبران کے اکسانے پر خواتین ممبران اسمبلی نے مفتی صاحب کی تشریف آوری پر فوراً نقاب اوڑھ کر تالیاں پیٹنا شروع کر دیں۔ مفتی صاحب اپنی نشست پر تشریف لائے اور اپنا مائک آن کر کے فرمایا:

''جناب اسپیکر اور محترم اراکین اسمبلی! آج مجھے پارلیمنٹ میں آ کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ محترم خواتین ممبران اسمبلی نے پردہ کر کے میری عزت افزائی کی، لیکن ساتھ ہی افسوس بھی ہوا کہ ان محترمات نے دوسرے مرد ممبران اسمبلی سے پردہ نہیں کیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ یا تو محترمات انہیں مرد نہیں سمجھتیں اگر یہ محترم اراکین عورتیں ہوتیں تو جیسے ان محترمات نے مجھ سے پردہ کیا یہ بھی پردہ کرتیں۔ دوسری صورت میں اگر یہ مرد ہوتے تو جیسے مجھے مرد سمجھ کر پردہ کیا ہے، ان سے بھی پردہ کرتیں۔ معلوم ہوا کہ ان محترمات کے نزدیک محترم اراکین اسمبلی نہ مرد ہیں اور نہ عورتیں بلکہ تیسری جنس ہیں۔''

اس واقعہ سے محترمات کا مقصد مفتی صاحب کو مولوی سمجھ کر اس کی توہین و تذلیل تھی، لیکن مفتی صاحب عام مولوی نہیں بلکہ منطقی اور فلسفی عالم دین اور سیاسی لیڈر ہیں۔ یہ واقعہ ندیم شاہ صاحب نے حضرت مفتی صاحب کی موجودگی میں سنایا مجمع نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا۔

حضرت مولانا عرصہ دراز تک جلسہ آرائیں رہے، پھر آپ آبائی علاقہ شیر گڑھ تونسہ شریف چلے گئے۔ وہاں دینی اداروں، مساجد و مدارس کی سرپرستی جاری رکھی۔ تبلیغی اجتماعات میں آمد و رفت کا سلسلہ رکھا۔ گزشتہ دنوں اپنی طبعی عمر گزار کر رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ پروردگار عالم انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کی حسنات کو قبول فرما کر کفارہ سیئات فرمائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے قائدین و امراء کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے، جب بھی ان کی مسجد میں خطبہ جمعہ کا تقاضا رکھا، بلا توقف و بلا تکلف اجازت مرحمت فرمائی اور گفتگو پر داد دیتے اور تحسین کے ڈونگرے برساتے تھے۔ ان کی رحلت موت العالم موت العالم کا مصداق ہے۔

☆☆......☆☆

’’دردمند خاتون‘‘

۵/اگست ۱۹۷۳ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ایک قادیانی خاتون کا بیان شائع ہوا تھا، جس میں اس نے جان بوجھ کر قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر پردہ ڈالنے اور انہیں مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن مدظلہ شاہ عالمی مظفر گڑھی حال مقیم لاہور خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ نے اس خاتون کے جواب میں ’’دردمند خاتون‘‘ کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا، جس میں قادیانیوں کے عقائد ونظریات کو امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کیا۔ ۱۹۷۳ء میں لکھے گئے اس رسالہ کے اقتباسات کو اسی پس منظر میں پڑھا جائے۔ (ادارہ)

چھٹی قسط

مولانا حافظ عبدالرحمن مدظلہ

قادیان کا حج اور اس کا ثواب:

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں:

’’وللہ علی الناس حج البیت من استطاع سبیلاً۔‘‘

زندگی میں ایک دفعہ صاحب استطاعت مسلمان پر بیت اللہ شریف کا حج فرض ہے اور فرض ادا کرنے کے بعد حج کرنا نفلی حج کہلائے گا، جس کا ثواب بہت زیادہ ہے جو کسی دوسری جگہ جانے سے ہرگز حاصل نہیں ہوتا، یقیناً نہیں ہوتا۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

’’لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (یعنی قادیان میں آنا) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ ہے، کیونکہ یہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، ص:۳۵۲ تصنیف مرزا)

مرزا کا شعر:

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

مرزا کی جماعت میں داخل ہونے والے کا مقام:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

’’فمن دخل فی جماعتی دخل فی صحابۃ سیدی خیر المرسلین۔‘‘

’’پس وہ جو میری جماعت میں داخل (مرزائی) ہوا وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں داخل ہوا۔‘‘

(روحانی خزائن، ج:۱۶، ص:۲۵۹ تصنیف مرزا قادیانی)

تمام امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوسکتا، لیکن مرزا قادیانی کے نزدیک جو صرف مرزائی ہوجائے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہوگیا، تو خدا جانے مرزا قادیانی کے مرید کہاں تک پہنچیں گے اور ان کا کیا مقام ہوگا؟

صحابہ کرامؓ کی توہین:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت ایمان کے ساتھ دیکھنے والوں کو آپ کے اصحاب کہا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’انتم اصحابی‘‘ ... تم میرے صحابی ہو: ’’اخوانی الذین آمنوا بی ولم یرونی‘‘ ... میرے بھائی وہ ہیں، جو مجھ پر ایمان لائے اور مجھے دیکھا نہیں (یعنی میرے بعد پیدا ہوں گے)....

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

’’مجھ سے بیعت ہونے والے میرے صحابی ہیں، چنانچہ قادیانی حضرات آج بھی ان مرزائی احباب کو جو مرزا کے زمانہ میں تھے، صحابہ کرام کی جماعت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔‘‘ (دینی معلومات، ص:۳۳/۷۵ شائع کردہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

قارئین کرام! مرزائیوں کا کبھی یہ کہنا کہ ابوبکر اور عمر کون تھے، وہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق بھی نہ تھے اور کبھی یہ کہنا کہ حضرت علیؓ اور دیگر اہل بیت اور تمام صحابہ کرامؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے وارث اور آپ کے پورے فدائی فرمانبردار اور کامل متبع نہ تھے اور کبھی یہ کہنا کہ جو جماعت احمدیہ میں داخل ہوجائے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں شامل ہوگیا۔ کاش ان لوگوں کے دلوں میں خوف خدا ہوتا اور وہ صحابہ کرامؓ کی توہین سے گریز کرتے، افسوس کہ ان لوگوں نے بے وجہ اپنی تعلی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اہانت، ہتک کی اور اپنے نفسوں کو ان پر مقدم کرلیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن شریف میں ان کی تعریف فرمائی ہے، ان کے ایمان اور عمل کو

قیامت تک آنے والوں کے ایمان اور عمل کی کسوٹی قرار دیا اور انہیں سابقین میں شمار فرمایا۔ قرآن شریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''فان آمنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدو۔''

ترجمہ: ''سو اگر وہ ایمان بھی لاویں جس طرح پر تم پر ایمان لائے تو ہدایت پائی۔''

ازواجِ مطہرات (ام المومنین):

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیوں کا خطاب امہات المومنین ہے، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: ''وازواجه امهاتهم'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیاں تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''میری گھر والی بھی ام المومنین ہے۔'' (کتاب منظور الٰہی ص:۲۳۶، مطبوعہ قادیان)

اہل بیت کی توہین:

اہل بیت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال اور گھرانے کا لقب ہے، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا۔''

(پ:۲۲،ع:۱)

ترجمہ: ''اے اہل بیت (نبی علیہ السلام کے گھر والے)! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے گندی باتیں دور کرے اور ستھرا کردے تم کو بالکل صاف اور ستھرا۔''

قرآن شریف کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اہل بیت کا لقب عطا فرمایا۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے میرے اہل و عیال اور گھر والوں کے متعلق بھی فرمایا ہے: ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا''... اے اہل بیت (یعنی مرزا کے گھر والے)! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے گندی باتیں دور کرے اور ستھرا کردے تم کو بالکل صاف اور ستھرا...۔''

(تذکرہ مکاشفات مرزا، ص:۶۹۲)

ازواجِ مطہرات کی توہین:

مرزا قادیانی کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بد اخلاق تھیں، چنانچہ لکھتا ہے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گھر والیوں کی بد اخلاقی پر صبر کیا کرتے تھے۔'' (مکتوبات احمدیہ ج:۵، ص:۲۳۰)

جنت البقیع کی توہین:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا ہے۔ جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا: ''مقابر الارض لا تقابل هذه الارض'' ... روئے زمین کے تمام مقام اس زمین (یعنی بہشتی مقبرہ) کا مقابلہ نہیں کرسکتیں...۔ (مکاشفات منظور الٰہی، ص:۵۹، تذکرہ، ص:۷۱۰، ۵۸۵، مطبوعہ ربوہ)

''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے کہا کہ نماز سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جائیں تو کہا گیا اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے، یعنی جو اس میں دفن ہوگا، وہ بہشتی ہوگا۔''

(تذکرہ، ص:۲۳)

مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی کا بیان:

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا یہ وہ نعمت ہے جس کو آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک کے لوگ ترستے مر گئے۔ (الفضل قادیان، ج:۲۳، ۹/۱۹۳-۱۱۵)

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بہت رنج ہوا ہوگا جب کہ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے سے محروم ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس میں دفن ہوئے۔

نوٹ: مقبرہ، قبرستان، پہلے قادیان میں تھا، تقسیم ملک کے بعد ربوہ میں بھی بنایا گیا ہے، مرزا قادیانی لکھتا ہے، اس میں دفن ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔ پہلی شرط اس کے مصارف کے واسطے چندہ دے۔ دوسری شرط مرنے پر وصیت کرکے مرے کہ اپنے کل ترکہ کا دسواں حصہ قادیاں کے بیت المال میں جمع کرایا جائے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ دفن ہونے والا متقی ہو ... لیکن میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا تعالیٰ نے استثناء رکھا ہے، باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو، اس کو شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔ (بحوالہ تذکرہ، ص:۵۸۷، مطبوعہ ربوہ)

میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا تعالیٰ نے استثنا رکھا ہے اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا، یہ جملے قابل غور ہیں۔ (جاری ہے)

گستاخانہ فلم، مصری عدالت کا یوٹیوب ایک ماہ تک بند رکھنے کا حکم

قاہرہ (مانیٹرنگ ڈیسک) مصری عدالت نے یوٹیوب ایک ماہ کے لئے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ خبر ایجنسی کے مطابق مصری عدالت نے گستاخانہ فلم کے باعث یوٹیوب بند کرنے کے احکامات دیئے۔ مصری عدالت کے حکم میں کہا گیا ہے کہ ایسے اقدامات کئے جائیں کہ یوٹیوب ایک ماہ تک نہ کھل سکے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶ رفروری ۲۰۱۳ء)

مولانا قاری اسلام الدین رحمۃ اللہ علیہ. حیات و خدمات

مولانا عبدالصمد، مدرس جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور

استاذ العلماء حضرت مولانا قاری اسلام الدینؒ بھی بروز جمعۃ المبارک 1434ھ بمطابق 25 جنوری 2013ء بوقت 10:24 بجے سول اسپتال سکھر میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت قاری صاحب حقیقتاً اکابر کی نشانی تھے، آپ 1941ء میں تحصیل پانی پت ضلع کرنال ہندستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا اور پردادا کا انتقال تقسیم سے پہلے ہی پانی پت میں ہوگیا تھا، تقسیم کے بعد آپ کا خاندان پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں رہائش پذیر ہوا۔ دو سال تک پنڈ دادن خان میں قیام رہا۔ اس کے بعد ضلع لاڑکانہ کے تحصیل رتو ڈیرو کے گوٹھ واریا سو حاجی نور محمد خان لنڈ میں قیام رہا۔ اس کے بعد آپ کا خاندان شکار پور شہر میں منتقل ہوگیا۔

حضرت قاری صاحب کے والد صاحب نے اپنے گوٹھ واریا سو میں مدرسہ بنایا تھا۔ آپ نے اپنی تعلیم کی ابتداء اسی مدرسے سے کی۔ حافظ میر محمد جکھرانی کے پاس قرآن پاک، ناظرہ مکمل کیا اس کے بعد شکار پور میں 1955ء میں قاری فتح محمد صاحب پانی پتی کے مدرسہ میں حفظ القرآن شروع کیا۔ کچھ حصہ قرآن کریم کا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی کے پاس حفظ کیا پھر قاری عظیم اللہ آرائیں اور حافظ نعمت اللہ کے پاس حفظ مکمل کیا۔ 1957ء میں دارالعلوم ٹانک واڑہ کراچی میں قاری محمد یاسین صاحب کے پاس گردان مکمل کی۔ گردان مکمل کرکے پھر اپنے والد صاحب کے مدرسہ واریا سو میں داخلہ لیا اور وہیں پر مولوی عبدالغفار چنہ شاہل والے، مولوی محمد حیات شاہل سدھائیو والے کے پاس فارسی کتب پڑھیں۔ اس کے بعد جامعہ اشرفیہ سکھر میں مولانا محمد احمد تھانوی، مولانا عصام الدین پشاوری فاضل دارالعلوم دیوبند مولانا معین الدین مردانی فاضل مظاہر العلوم سہارنپور سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ 1964ء میں دارالعلوم کراچی میں داخلہ لیا شرح وقایہ سے دورہ حدیث تک یہاں تعلیم مکمل کی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے پاس بخاری کتاب الایمان پڑھی، مولانا سبحان محمودؒ صاحب کے پاس بخاری مکمل کی۔ مولانا علی اکبرؒ کے پاس مسلم شریف، مولانا عاشق الٰہیؒ کے پاس طحاوی شریف، مولانا عبدالحقؒ کے پاس مؤطا امام مالک پڑھی۔ قاری صاحب فرماتے تھے کہ میں اپنی والدہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہوں، کیونکہ میری والدہ میرے لئے جھولی اٹھا اٹھا کر میرے عالم بننے کی دعا کرتی رہتی تھیں۔ آج ان کی دعا کی برکت سے خدمت دین میں مصروف ہوں۔

فراغت کے بعد سب سے پہلے 1969ء میں جامعہ اشرفیہ سکھر میں اپنے خاص استاد مولانا محمد احمد تھانوی کی نگرانی میں پڑھانا شروع کیا۔ ایک سال کے بعد الائیڈ ٹیکسٹائل مل کی انتظامیہ کی خواہش اور مولانا محمد احمد تھانوی کے حکم پر وہاں چلے گئے۔ اس مل میں تعلیم القرآن اور امامت، خطابت کی خدمات ساڑھے سات سال تک دیتے رہے۔ مل کے بند ہونے کے بعد جان محمد سوسائٹی گھوٹکی میں امامت و خطابت و تعلیم القرآن کی خدمات دو سال سرانجام دیں۔ اس کے بعد جامعہ اشرفیہ سکھر کے مہتمم مولانا اسعد تھانوی کے اصرار پر جامعہ اشرفیہ سکھر تشریف لائے چودہ سال تک یہاں درجہ کتب میں مختلف درجات میں تعلیم دیتے رہے بندہ نے بھی یہیں پر آپ کے پاس جمال القرآن، علم الصیغہ، اصول الشاشی، وشرح الوقایہ جلد اولین پڑھیں۔ نیز جامعہ اشرفیہ میں درس و تدریس کے ساتھ نظامت کی خدمت بھی سرانجام دیتے رہے۔ 1993ء میں جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم بالائی روڈ محراب پور کی انتظامیہ کے شدید اصرار پر محراب پور تشریف لائے آپ کے آنے سے قبل اس ادارے میں طلباء کی تعداد انتہائی کم تھی آپ کے آنے کے بعد مدرسہ میں ازسرنو جان آگئی طلباء کی کثرت اتنی ہوگئی کہ پرانی عمارت ناکافی ہوگئی آپ نے شوریٰ کی مشاورت سے نئی عمارت کا کام اپنی زیر نگرانی شروع کیا۔ 21 کمروں پر مشتمل تین منزل آرسی سی عمارت چند سالوں میں کھڑی کردی اور یہاں پر درس و تدریس کے ساتھ نظامت علیا کی خدمات تیرہ سال تک دیتے رہے۔

اس کے بعد محراب پور میں ہی کوٹری محمد کبیر روڈ پر جامعہ محمدیہ کی بنیاد 2005ء میں ڈالی۔ جس کے لئے آپ کو آپ کے شاگرد محمد نواز علی نواز مغل نے ایک ایکڑ زمین مدرسہ کے لئے وقف کرکے آپ کے

حوالے کی، جو کہ اس وقت 9 کمروں پر مشتمل ایک منزل عالیشان عمارت ہے۔ نیز خوبصورت مسجد مکمل طور پر بنائی اور دو استادوں کے مکان بھی تعمیر کرائے۔ اس وقت اس ادارے میں درجہ موقوف علیہ تک تعلیم ہے۔ سات استاد خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ درجہ قرآن میں دو قاری صاحبان خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

سب سے پہلے قطب الاقطاب حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی نور اللہ مرقدہ کے ہاتھ پر بیعت زمانہ طالب علمی میں کی۔ حضرت قاری صاحب فرماتے تھے کہ حضرت ہالیجوی طالب علم کو بیعت نہیں کرتے تھے۔ لیکن مجھ پر شفقت فرماکر مجھے بیعت میں قبول فرمایا۔ ان کی وفات کے بعد حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اجل خلیفہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی نور اللہ مرقدہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کی رحلت کے بعد پیر طریقت حافظ ناصر الدین صاحب خاکوانی زیدمجدہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ تاحیات ذکر و اذکار کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ قاری صاحب فرماتے تھے کہ دین کی صحیح سمجھ اور صحیح طور پر عمل صالح پر پابندی اسی وقت ہوتی ہے جب انسان اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی کرے۔

علماء دیوبند کی تمام جماعتوں کے ساتھ انتہائی ادب و احترام سے پیش آتے کسی بھی جماعت کا کارکن اور عہدیدار آتا تو دل و جان کے ساتھ ان کا احترام کرتے اور اعزاز میں آگے آگے ہوتے۔ البتہ اپنی تمام توانائیاں شروع سے ہی جمعیت علماء اسلام (ف) اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر خرچ کیں اور انہی کے ساتھ عملی طور پر شریک رہے، غوث زماں حضرت مولانا محمود اسعدؒ ہالیجوی، حضرت مولانا عبدالعزیزؒ بھانڈوی رتو ڈیرو، مولانا سلطان احمدؒ، حضرت قاری محمد عیسیٰ بھٹوؒ کے ساتھ مل کر جمعیت علماء اسلام کا کام کیا۔ آخر تک قائد جمعیت مولانا فضل الرحمان زیدمجدہ پر مکمل اعتماد رکھا اور ان کی قیادت پر فخر کرتے۔ محراب پور کی سطح پر جمعیت علماء اسلام و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے افراد سازی کی۔ پھر باقاعدہ اس کی باڈی تشکیل دے کر کام شروع کیا تاحیات دونوں جماعتوں کے امیر رہے۔

آپ میں بردباری، سخاوت، شفقت، ہمدردی، خیرخواہی بھری ہوئی تھی جو ایک بار آپ سے ملتا دوبارہ بھی آپ سے ملنے کی خواہش ضرور رکھتا۔ لوگوں کے دکھ سکھ میں شریک رہنے والے تھے، جو آپ سے پہلی ملاقات کرتا وہ ایسے محسوس کرتا گویا قاری صاحب سے پرانا تعلق ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی میں دینی و دنیاوی معاملات کو انتہائی صاف شفاف رکھا اور عملیات کے ماہر تھے، لوگ دور دور لیکر جاتے اور ہمیشہ اپنے ہی خرچے پر جاتے۔ کبھی کسی سے نہ کچھ مانگا اور نہ ہی کبھی لالچ کی۔ اگر کسی نے دینے کی کوشش کی تو اسے انکار کردیا۔ اگر کوئی مجبور کرتا تو مدرسے کی رسید کٹوا کر اس کے حوالے کر دیتے۔ قاری صاحب کو سات زبانوں اردو، سندھی، سرائیکی، پنجابی، بلوچی، فارسی، عربی پر عبور تھا۔ بولتے وقت لہجہ انداز گفتگو بھی وہی ہوتا تھا۔

اللہ پاک نے آپ پر ایک عظیم احسان فرمایا کہ اولاد نرینہ کو عالم حافظ مفتی بنادیا، جنہوں نے آپ کی حیات میں ہی درس و تدریس کا کام آپ کی زیر نگرانی شروع کیا۔ اللہ پاک ان کے اس صدقہ جاریہ کو تاحیات جاری رکھے۔ اللہ پاک نے آپ کو پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے عطا فرمائے۔ ہر ایک کو دینی تعلیم کے ساتھ وابستہ رکھا۔ عصری تعلیم بھی ضرورت کے مطابق اپنی تمام اولاد کو دلائی۔ آپ کی تمام اولاد نیک صالح ہے۔ بیٹے عالم، حافظ، مفتی ہیں۔ جو آپ کے لئے آپ ہی کی حیات میں بہترین معاون و دست بازو بنے اور درس تدریس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ان کو تاحیات دین کے ساتھ وابستہ رکھے۔ جس میں سے تین بیٹے جامعہ دارالعلوم کراچی سے فارغ التحصیل ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے قاری محمد اشرف صاحب ہیں جو سکھر میں مدرسہ چلا رہے ہیں نیز (۲) مولانا شاکر محمود صاحب (۳) مولانا خالد محمود صاحب (۴) مفتی محمد احمد صاحب۔ آپ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ دارالعلوم محمدیہ محراب پور میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آخری عمر میں آپ کو ہیپاٹائٹس سی، معدے کا السر اور شوگر جیسے امراض لاحق ہوگئے۔ ان امراض کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے اپنی تمام دینی خدمات انتہائی جرأت و ہمت سے جاری رکھیں۔ وفات سے ایک ہفتہ قبل بیماری نے شدت اختیار کی اور غنودگی کی حالت میں رہنے لگے۔ اہل خانہ کے اصرار پر سول اسپتال سکھر داخل ہوئے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ وفات سے 24 گھنٹے قبل جب بھی غنودگی دور ہوتی تو زبان سے اللہ اللہ جاری ہوتا بالآخر 72 سال کچھ مہینے کی عمر میں بروز جمعۃ المبارک 10:24 بجے دار فنا سے دار بقا کی طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ اللہ پاک مغفرت فرمائے۔

ہزاروں لوگوں اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے اشخاص نے دور دراز سے آکر نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ البتہ اکثریت علماء، حفاظ اور قراء حضرات کی تھی اور قاری صاحب کا نماز جنازہ محراب پور کی تاریخ میں سب سے بڑا تھا۔ آپ کا جنازہ آپ کے بیٹے مولانا خالد محمود نے پڑھایا۔ آہوں اور سسکیوں کے ساتھ مغرب سے قبل اللہ پاک کے حوالے کردیا۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

حلقہ بلدیہ ٹاؤن میں

سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پروگرامز

مولانا عبدالحئی مطمئن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کراچی کے زیر اہتمام سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر حلقہ بھر میں ۱۵ پروگرام منعقد کیے گئے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا پروگرام:

۱۳؍جنوری بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد رحمانیہ سوات کالونی میں منعقد ہوا۔ پروگرام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ پروگرام میں مقامی علماء کے علاوہ کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ شرکا کا ولولہ، جذبہ اور جوش وخروش قابل دید تھا۔

دوسرا پروگرام:

اسی دن بعد مغرب جامع مسجد مدینہ پریشان چوک فقیر کالونی میں منعقد ہوا۔ تلاوت کی سعادت حافظ محمد منشاط نے، حمد ونعت کی سعادت مولانا طارق شاہ نے حاصل کی، جبکہ نظامت کے فرائض راقم نے ادا کئے۔ اس موقع پر مولانا مفتی فیض الحسن نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کی جان ہے، یہ محبت آل، اولاد، رشتہ دار، عزیز واقارب اور تمام انسانیت سے زیادہ ہونی چاہئے۔ یہ محبت ایمان کی علامت ہے۔ ہمارا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہے، محبت کے ساتھ اطاعت بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اطاعت، محبت صرف دھوکا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اولاد، والدین سب کو قربان کیا، جس کی زندہ مثال غزوۂ بدر ہے۔

عشاء کے بعد مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بہت بلند ہے اور آپ کی نسبت سے جمع ہونا بھی سعادت ہے۔ آپ کا پسینہ مبارک عطر سے زیادہ معطر تھا۔ ایک لڑکی کو آپ کا پسینہ مبارک جہیز کے طور پر دیا گیا۔ اس کی خوشبو تین نسلوں تک آتی رہی۔ حضرت ابوبکرؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوگئی تو بعد انبیاء، تمام انسانوں کے سردار بن گئے۔

پروگرام میں مولانا مفتی محمد اسلم، مولانا محمد سراج، مولانا محمد اشفاق، مفتی حیات اللہ، مولانا محمد ارشد، بھائی محمد صابر، بھائی سیّد محمد شاہ، بھائی سیّد کمال شاہ کے علاوہ بڑی تعداد میں اہل علاقہ نے شرکت کی۔

تیسرا پروگرام:

یکم ربیع الاول ۱۴؍جنوری بروز پیر بعد نماز مغرب جامع مسجد امیر حمزہؓ ۱۲ نمبر سعید آباد میں منعقد ہوا۔ نظامت کے فرائض راقم الحروف نے سرانجام دیئے۔ مولانا عنایت اللہ عادل نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ: سیرت منانے کی چیز نہیں اپنانے کی چیز ہے۔ سیرت اپنانے میں کامیابی ہے، اس لئے ہمیں ساری زندگی سیرت اپنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی ذات کو اپنے بندوں کے لئے عملی زندگی کا نمونہ قرار دیا ہے۔

مولانا عبدالقیوم قاسمی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سر سے پاؤں تک ہر عیب سے پاک تھے جبکہ مرزا قادیانی سر سے پاؤں تک عیب دار ہے۔ قادیانی ہمارے نبی کا نام لے کر اس سے مرزا قادیانی کی ذات مراد لیتے ہیں، یہ قادیانیوں کا دھوکا ہے، ہمارے نبی بھی عیب سے پاک آپ کی جماعت بھی عیب سے پاک، جبکہ مرزا قادیانی بھی جھوٹا اور کافر، اس کے پیروکار بھی جھوٹے اور کافر ہیں۔ مرزا قادیانی سچا ہوتا تو قرآن میں ضرور اس کا تذکرہ ہوتا، لیکن قرآن میں تو واضح الفاظ میں ختم نبوت کا اعلان ہے۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک تمام انسانیت کے نبی ہیں، آپ نبیوں کے بھی نبی ہے۔

چوتھا پروگرام:

۲؍ربیع الاول ۱۵؍جنوری بروز منگل بعد نماز مغرب جامع مسجد محمدی و مدرسہ مصعب بن عمیرؓ یوسف گوٹھ میں منعقد ہوا۔ تلاوت کی سعادت حافظ عبدالمنان اور حافظ عزیز امین اور نعت کی سعادت حافظ محمد محسن نے حاصل کی، جبکہ نظامت کے فرائض مدرسہ کے ناظم مولانا قاضی امین الحق آزاد نے سرانجام دیئے۔

مولانا مفتی محمد اسلم نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خزاں کے بعد بہار کا آغاز ہوتا ہے، آپ کائنات کے لئے بہار ہیں، آپؐ بوقت ولادت انگشت شہادت سے توحید کا اقرار فرمارہے تھے۔ آپؐ ۴۰ سال تک محمد بن عبداللہ اور ۴۰ سال سے ۶۳ سال تک محمد رسول اللہ تھے۔ آپؐ مسلمانوں کے لئے بحیثیت محمد رسول اللہ نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحابہ کرامؓ کی بے مثال جماعت عطا فرمائی۔ جماعت صحابہ کرامؓ نے منکرین ختم

نبوت کا ذکر کرتا ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے کام پر اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کا وعدہ ہے۔ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام امت مسلمہ نے ہر دور میں منکرین ختم نبوت کا تعاقب کیا۔

مولانا مفتی فیض الحق نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی جان ہے، اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب کچھ قربان کردیا۔ اولاد بھی قربان، والدین بھی قربان، دولت بھی قربان، عزت بھی قربان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حضرت حذیفہؓ اپنے والد عتبہ کے مقابلہ پر آئے اور حضرت عبداللہؓ اپنے والد رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے مقابلہ پر آئے۔ پروگرام میں مولانا محمد کرخی، مولانا قاری امین الدین ہزاروی، مولانا قاضی امین الحق آزاد، مولانا غلام اللہ اور بندہ راقم کے علاوہ کثیر تعداد میں اہل علاقہ نے شرکت کی جبکہ آس پاس کی مساجد اور محلوں سے بھی بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

پانچواں پروگرام:

۴ ربیع الاول ۱۷ جنوری بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد حذیفہ ۹ نمبر سعید آباد میں منعقد ہوا۔ نظامت کی خدمت بندہ راقم کے حصہ میں آئی۔ مولانا مفتی ضیاء الرحمٰن نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ: امت کی کامیابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت طریقوں میں ہے۔ آپؐ کے روضۂ مبارک کی مٹی عرش سے بھی افضل ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے، جھوٹی نبوت کا دعویدار اتنا بڑا کافر ہے کہ اس سے دلیل کا مطالبہ کرنے والا بھی کافر ہے۔ ہمارے نبی کا نام محمد واحمد ہے کیونکہ آپؐ تمام انبیاء کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ مولانا عبدالقیوم قاسمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت پر اللہ نے قبلہ تبدیل کیا۔ تمام انبیاء کے کمالات اللہ تعالیٰ نے مجموعی طور پر آپؐ کو عطا فرمائے۔ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا کہ قرآن میں قادیان کا نام ہے۔ قرآن کریم میں سچے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسکن ربوہ کا ذکر ہے جبکہ مرزا قادیانی سچا مسیح نہیں بلکہ جھوٹا ہے، قادیانیوں کا مرزا سے متعلق مجدد اور پیر ہونے کا دعویٰ صرف دھوکا ہے۔

چھٹا پروگرام:

۵ ربیع الاول ۱۸ جنوری بروز جمعہ جامع مسجد نورانی رشید آباد میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا، نظامت کے فرائض راقم نے ادا کئے۔ مفتی ضیاء الرحمٰن نے اپنے بیان میں کہا کہ جس طرح سورج کی موجودگی میں کسی چراغ کی ضرورت نہیں، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تا قیامت کوئی انسان نبی نہیں بن سکتا، ختم نبوت کے صدقے امت محمدیہ کو تیمم کی اجازت دی گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قصر نبوت کی آخری اینٹ ہے۔ ختم نبوت کا منکر کذاب ودجال ہے۔ مرزا قادیانی جھوٹا ہے۔ مرزا ساری زندگی ایک عورت کے عشق میں مبتلا رہا، جھوٹے الہامات کا سہارا لیا پھر بھی ناکام رہا اور یہی ارمان لئے واصل جہنم ہوا۔ مولانا قاری سید شاہ حیدری نے اپنے بیان میں کہا کہ ربیع الاول صرف ولادت کا مہینہ نہیں بلکہ ولادت، رسالت، ہجرت اور وفات کا مہینہ ربیع الاول ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ہمیں آزادی ملی، آپ کی رسالت سے ہمیں شریعت، آپ کی ہجرت سے ہمیں نصرت و جہاد اور وفات سے خلافت راشدہ کا نظام ملا۔ جامع مسجد نورانی کے امام وخطیب مولانا قاری عبیداللہ، مولانا قاری گلزار احمد کے علاوہ بڑی تعداد میں اہلیان رشید آباد نے پروگرام میں شرکت کی۔

ساتواں پروگرام:

اسی دن جامع مسجد فاتح خیبر، خیبر چوک اتحاد ٹاؤن میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ نظامت کے فرائض قاری احسان الرحمٰن نے ادا کئے۔ مولانا مفتی فیض الحق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی محبت میں حضرت حمزہؓ کے ٹکڑے کئے گئے، حضرت بلالؓ کو گھسیٹا گیا۔ حضرت عمارؓ کو انگاروں پر لٹایا گیا۔ پروگرام میں بڑی تعداد میں اہل علاقہ شریک رہے اور علاقائی علماء کرام نے بھی شرکت کی۔

آٹھواں پروگرام:

۶ ربیع الاول ۱۹ جنوری بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد مدثر سعید اللہ گوٹھ میں منعقد ہوا۔ مولانا قاری سید شاہ حیدری نے اپنے بیان میں کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء ہیں، نبیوں کے بھی نبی ہیں، خاتم النبیین ہیں، آپؐ سے سچی محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔ آپ کی محبت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آپؐ کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے۔ قادیانی/ مرزائی آپؐ کے دشمن اور باغی ہیں، اس لئے ہر مسلمان کو فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ مولانا پروفیسر عبدالودود نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: ہمارے نبی اللہ کے محبوب ہیں، آپ کی تمام ادائیں اللہ کو پسند ہیں۔ اسی لئے آپؐ کے طریقوں میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی رکھی ہے، یہی نبی کی شان ہوتی ہے۔ اس کے مقابل مرزا قادیانی جھوٹا ہے، خود بھی دوزخی ہے اور اس کے پیروکار بھی دوزخ کا ایندھن ہیں۔

نواں پروگرام:

۷ ربیع الاول ۲۰ جنوری بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد رحمانیہ نئی آبادی میں منعقد ہوا۔ تلاوت کی سعادت قاری محمد یوسف رحمانی نے حاصل کی۔ نظامت کے فرائض راقم نے ادا کئے۔ مولانا مفتی صہیب امین نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمرہ ہیں۔ جزیرۃ العرب

تین براعظموں کے وسط میں واقع ہے، قبل نبوت اس میں تینوں براعظموں کی برائیاں جمع تھی۔ پروفیسر مولانا عبدالودود نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ نے فرمایا:

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

آپؐ کی شان خود خدا نے اپنے کلام مبارک میں بیان فرمائی ہے۔ آپؐ سچے اور آخری نبی ہیں۔ پروگرام میں مقامی علماء کرام کے علاوہ بڑی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔

دسواں پروگرام:

اسی دن بعد نماز مغرب جامع مسجد امیر معاویہؓ ۹ نمبر سعید آباد میں منعقد ہوا۔ نظامت کے فرائض مسجد کے امام وخطیب قاری محمد عابد نے سرانجام دیے۔ مولانا مفتی شاہد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ: ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم انقلابی نبی ہیں۔ آپ کی آمد سے قبل معاشرہ میں ہر خرابی موجود تھی۔ انسان انسان کا دشمن تھا، قتل وغارتگری، اور بے حیائی تھی، ظلم وستم کا بازار گرم تھا، انسان انسان کی غلامی پر مجبور تھا، آپ تشریف لائے تو انسانیت کو اندھیروں سے نکال کر ترقی کے عروج پر پہنچایا اور دنیا کا امام بنادیا۔ مفسر قرآن مولانا عبدالقیوم قاسمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار اور اللہ کے محبوب ہیں۔ آپ انتہائی حسین وجمیل تھے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک آسمان کا سورج ہے، ایک میرا سورج ہے، میرا سورج آسمان کے سورج سے زیادہ حسین وجمیل ہے۔ آپؐ سچے تھے، اس لئے نصرت ومعیت خداوندی آپؐ کے شامل حال تھی۔ مرزا قادیانی جھوٹا تھا، اس لئے ہر میدان میں ذلت ورسوائی سے شرمسار ہوا۔

گیارھواں پروگرام:

۸ ربیع الاول ۲۱ جنوری بروز پیر بعد نماز مغرب جامع مسجد معراج مصطفیٰ گلشن غازی میں منعقد ہوا۔ تلاوت کی سعادت قاری محمد جاوید اور نعت کی سعادت حافظ انیس الرحمٰن نے حاصل کی۔ نظامت کے فرائض راقم نے انجام دیے۔ مولانا مفتی فیض الحق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کامل ترین انسان ہیں، آپ کی اعلیٰ اخلاق وکردار کی گواہی ساری انسانیت نے دی، آپ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ کافر، دجال اور جھوٹا ہے۔ یہ فتویٰ آج سے ۱۴ سو سال قبل لسان نبوت سے جاری ہوا ہے۔ اس لئے کسی قادیانی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مولانا خادم حسین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے نبی وہ عظیم نبی ہیں کہ آپ کے امتی بننے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی دعائیں مانگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بن مانگے ہمیں آخری امت میں پیدا کردیا، یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ پروگرام میں مولانا عبداللہ ازہر، مولانا داؤد کے علاوہ دیگر علماء کرام اور بڑی تعداد میں اہل علاقہ نے شرکت کی۔

بارھواں پروگرام:

۹ ربیع الاول ۲۲ جنوری بروز منگل بعد نماز مغرب جامع مسجد نور آفریدی کالونی میں منعقد ہوا۔ تلاوت کی سعادت حافظ محمد لقمان نے حاصل کی۔ نظامت کے فرائض راقم نے انجام دیے۔ مولانا مفتی محمد اسلام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ سننا سنانا حصول شفاعت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سب سے زیادہ عظیم اور بڑی نعمت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان جتایا ہے۔ مولانا خادم حسین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر نیک عمل کی قبولیت کے لئے ایمان شرط اول ہے۔ ایمان تمام اعمال کی روح وجان ہے اور ایمان کی جان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت ہے۔ مرزا قادیانی بہت بڑا مجرم ہے کیونکہ وہ ختم نبوت کا ڈاکو ہے، اس لئے وہ اور اس کے پیروکار سب کافر ہیں، ہر مسلمان کو قادیانیوں سے دور رہ کر اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ پروگرام میں مولانا عنایت اللہ شاہ اور مقامی علماء کرام کے علاوہ بڑی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی اور جوش وجذبہ کا اظہار کیا۔

تیرھواں پروگرام:

۱۰ ربیع الاول ۲۳ جنوری بروز بدھ بعد نماز مغرب جامع مسجد غانم بن عبدالرحمٰن، مدرسہ معارف اسلامیہ ۸ نمبر سعید آباد میں منعقد ہوا۔ تلاوت کی سعادت مولانا قاری محمد اشفاق اور نعت کی سعادت حافظ فرمان اللہ نے حاصل کی۔ مولانا عبدالقیوم قاسمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے عظیم ترین نبی اور پیغمبر ہیں، پوری کائنات میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ آپ کی تعلیمات کامیابی کی ضامن ہیں، آپ کا تابعدار دونوں جہانوں میں سربلند وسرخرو ہوتا ہے۔ مولانا پروفیسر عبدالودود نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے نبی کی شان اتنی اونچی ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت آپ کی شان بیان نہیں کرسکتی۔ سعادت کے لئے انسانوں نے مختلف اعتبار سے آپ کی شان بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت حسانؓ آپ کی شان یوں بیان کرتے ہیں:

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

پروگرام میں مقامی علماء کرام سمیت بڑی تعداد میں اہل علاقہ آخر تک توجہ سے شریک رہے۔

چودھواں پروگرام:

۱۱ ربیع الاول ۲۴/جنوری بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد بابری ٹائی ۸/نمبر سعید آباد میں منعقد ہوا۔ حافظ اسد اللہ نے تلاوت اور حافظ ابراہیم شاہ نے نعت کی سعادت حاصل کی۔ نظامت کے فرائض راقم نے انجام دیئے۔ مولانا عبدالعزیز نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہر مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنی چاہئے۔ صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آل اولاد سب کچھ قربان کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا ہے کہ شیزان کا بائیکاٹ کیا جائے، کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کی کمپنی ہے۔ مولانا رحمت اللہ تونسوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ آپ کا کوئی استاد نہیں جبکہ آپ معلم انسانیت ہیں، فتنہ قادیانیت حضور ﷺ کی توہین و گستاخی کا نام ہے، کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا، ہر مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کٹ مرنا اپنے لئے اعزاز و سعادت سمجھتا ہے۔ مولانا پروفیسر عبدالودود نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روح کائنات ہیں، آپؐ اکیلے میدان میں آئے اور ساری دنیا پر چھاگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، اللہ کے محبوب سے ہر مسلمان کو عشق و محبت ہے، آپ کی تشریف آوری کا مقصد اخلاق حسنہ کی تکمیل ہے۔ سیرت اپنانے کی چیز ہے منانے کی نہیں۔ ہمیں اپنی عملی زندگی پر محنت کرنی چاہئے۔ ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ پروگرام میں قاری ساجد محمود اور مقامی علماء کرام کے علاوہ اہل محلہ نے شرکت کی۔

پندرھواں پروگرام:

اسی روز بعد نماز مغرب جامع مسجد حنفیہ گلشن غازی میں منعقد ہوا۔ نظامت کے فرائض مولانا یٰسین نے انجام دیئے۔ مولانا سعید الرحمٰن نے خطاب میں کہا کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم ہستی ہیں جن کی بعثت کو اللہ نے اپنے کلام میں بطور احسان جتلایا ہے۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف زبانی محبت کافی نہیں بلکہ عملی محبت کی ضرورت ہے، عملی محبت آپؐ کی کامل تابعداری کا نام ہے۔ مولانا عبدالقیوم قاسمی نے خطاب میں کہا کہ درود شریف پڑھنا روح کی غذا اور شفاعت نبوی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اتنا بلند ہے کہ باقی انبیاء کو تو اللہ نے نام سے پکارا جبکہ آپ کو کہیں بھی نام سے نہیں پکارا، آپ آخری نبی ہیں۔ قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں، علماء نے جان و مال کی قربانی دے کر عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کی تردید کی۔ آج بھی مسلمان تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ پروگرام میں مولانا عبدالستار اور مقامی علماء کرام کے علاوہ بڑی تعداد میں اہل علاقہ نے شرکت کی۔ ☆☆☆

اسلام زندہ باد — فرمائے پیارے لانبی بعدی — تاجدار ختم نبوت زندہ باد

۳۲ویں سالانہ

ختم نبوۃ کانفرنس

عظیم الشان

زیر صدارت: حضرت علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ، خلیفہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ، فاتح فتنہ گوہر شاہی، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ

بعد نماز عشاء بتاریخ 20 مارچ 2013 بروز بدھ

بمقام: ایم اے جناح روڈ جامع مسجد ختم نبوت ٹنڈو آدم

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ سندھ

0235-571613
0300-3351713
0333-2881703

حلقہ ضلع ملیر میں تحفظ ختم نبوت پروگرامز

۱۵ر جنوری کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے حلقہ قذافی ٹاؤن جامع مسجد الہدیٰ میں عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے عوام الناس کو مطلع کیا کہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے عقیدۂ ختم نبوت بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے اس کے بغیر ایمان مکمل ہی نہیں ہوتا، قادیانی اس عقیدہ کے منکر ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن رحمت مضبوطی سے تھام لیں تاکہ کوئی بدبخت قادیانی یا مرزائی ہماری نسلوں کے ایمان کو خراب نہ کرسکے۔ پروگرام کی سرپرستی مولانا عنایت اللہ اور ان کے رفقاء نے کی۔

مولانا مفتی ساجد مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ یہ عقیدہ قرآن پاک، احادیث مبارکہ، اجماع، صحابہؓ و تابعینؒ سے روز روشن کی طرح ثابت اور واضح ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ کی کثیر جماعت نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اس عقیدہ کی حفاظت کی ہے اور آج ہم بھی عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چل کر مرتے دم تک اس عقیدہ کی حفاظت کو اپنا ایمانی فریضہ سمجھیں گے۔

۲۶ر جنوری حلقہ کیٹل کالونی جامع مسجد مفتی احمد الرحمن میں سیرت النبی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا احسن راجہ اور مولانا حسن الرحمن ربانی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ ہم سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے قربان کردیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں قادیانیوں اور مرزائیوں سے نفرت بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے، تمام مقررین نے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی بھی ترغیب دی۔ اس پروگرام میں مولانا عبدالماجد، مولانا عادل، مولانا اقبال خان، مولانا محمد صالح نے شرکت کی۔

۲۶ر جنوری حلقہ اسٹیل ٹاؤن میں ایک عظیم الشان ذکر مصطفیٰ کانفرنس مسجد اصحاب میں مولانا عبدالباسط کی سرپرستی میں منعقد کی گئی، تلاوت قاری محبوب احمد نے جبکہ نعت حافظ اشفاق نے پیش کی۔ اس موقع پر مولانا اظہار الحق فاروقی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کے آداب بیان کئے اور شہداء ختم نبوت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ ہم اپنی جان دے دیں گے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے انجام دیئے۔ مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد طارق، مولانا حفیظ الرحمن، بھائی شاہد سمیت خواتین و حضرات نے بھرپور شرکت کی۔ مولانا حسن الرحمن ربانی کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

اسی طرح قذافی ٹاؤن میں بھائی عثمان کے گھر پر مستورات کے لئے بنیادی عقائد کی اہمیت پر مشتمل ایک بیان ہوا جس میں گفتگو کرتے ہوئے مولانا اسحاق مصطفیٰ نے کہا کہ خواتین کے لئے بھی ایمان و عقائد کا جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا مردوں کے لئے تاکہ کوئی بدمذہب خاتون ہمارے گھروں میں آکر ہمارے ایمان وعقیدے کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلاکر ہمارے عقائد کو متزلزل نہ کرسکے۔ اس پروگرام کو بہت پسند کیا گیا اور آئندہ بھی ایسے پروگرام منعقد کرنے کا تقاضا کیا گیا۔

۲۷ر جنوری ’’مقصد آمد رسول کانفرنس‘‘ میں خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا مقصد انسانیت کو ظلمتوں سے نکال کر معزز اور مکرم بنانا تھا، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو آج ہم میں یہ رونقیں، یہ بہاریں دیکھنے کو نہ ملتیں۔ اسلام کی تعلیمات کو ہم دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت راہ راست پر آجائے اور کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی حق دار بن جائے۔

۳۱ر جنوری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ملیر شاخ جامع مسجد اقصیٰ و مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ میں دو بچوں حافظ محمد شعیب اور حافظ محمد معاذ کی تکمیل حفظ قرآن کریم کی خوشی میں ایک تقریب منعقد کی گئی، جس میں تلاوت قرآن کریم قاری عبیداللہ نے اور نعت حافظ اشفاق نے پیش کی۔ مہمان خصوصی مولانا حسن الرحمن ربانی اور مولانا ولی اللہ ہزاروی نے عظمت قرآن کریم کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قرآن پاک اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو کہ آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اس کتاب نے انسانوں کی ہر طور پر رہنمائی کی۔ تقریب کے اختتام پر بچوں کی دستار بندی بھی کی گئی اور یہ پروگرام مولانا حسن الرحمن ربانی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ اللہ رب العزت ان پروگراموں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔ ☆☆

انجمن سرفروشانِ اسلام کے جلوس پر پابندی

تمام دینی جماعتوں نے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کر کے کامیابی حاصل کی

ٹوبہ ٹیک سنگھ (مولانا محمد خبیب) ملعون ریاض احمد گوہر شاہی کے پیروکاروں نے انجمن سرفروشانِ اسلام کے نام سے ۱۲؍ربیع الاول کو جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا، جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ذمہ داران نے ناکام بنادیا۔ تفصیلات کے مطابق توہین رسالت کے مرتکب آنجہانی ریاض احمد گوہر شاہی اور اس کے چیلوں کے جلوس پر پابندی اور رکوانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کی طرف سے ضلعی صدر مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی اور ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے ایک درخواست ڈی پی او، پی سی او اور ایس ایچ او کے نام دی اور ساتھ گوہر شاہیوں کے خلاف جھنگ عدالت کا فیصلہ اور گوہر شاہی کی کتب کے حوالہ جات دیئے گئے۔ عالمی مجلس کی طرف سے ایک وفد نے ڈی سی او سے ملاقات کی پھر ڈی پی او سے ملاقات ہوئی، سیکورٹی برانچ سے کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ بالآخر ۱۰؍ربیع الاول کو ایس ایچ او تھانہ سٹی نے دونوں فریقوں کو بلوایا۔ دلائل سنے اور ۱۱؍ربیع الاول کو ۱۰ بجے ڈی ایس پی کے پاس جانے کو کہا، چنانچہ تمام علاقائی دینی جماعتوں نے مشترکہ موقف اور لائحہ عمل اختیار کیا، چھ افراد گوہر شاہیوں کی طرف سے اور سات افراد مجلس کی طرف سے تقریباً تین گھنٹے بحث ومباحثہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور انجمن سرفروشانِ اسلام کے جلوس پر پابندی عائد کردی گئی آئندہ بھی ضلعی انتظامیہ سے اجازت لئے بغیر کوئی جلوس نہیں نکالے گی، انشاء اللہ گوہر شاہیوں کا آئندہ بھی تعاقب کیا جائے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے وفد میں مولانا سعد اللہ لدھیانوی، مولانا محمد خبیب، اہلسنت والجماعت کی طرف سے مولانا محمد اویس، بھائی عرفان اظہر نار، سنی تحریک سے مولانا صاحبزادہ منعم حسنین صدیقی، ختم نبوت فاؤنڈیشن کی طرف سے صاحبزادہ مولانا شمس الزماں قادری، جماعت اسلامی سے ڈاکٹر خلیل احمد، جمعیت علماء اسلام کی طرف سے مولانا طلحہ عباسی و دیگر کارکنان بھرپور شریک رہے، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

الحاج میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کو صدمہ

خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے چشم وچراغ اور سلسلہ قادریہ کے عظیم شیخ طریقت حضرت میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ ۲۷؍صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۰؍جنوری ۲۰۱۳ء کو انتقال فرماگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ میں سلسلہ قادریہ دین پور شریف کے متوسلین مریدین، قرب و جوار کے سینکڑوں مسلمان شریک ہوئے اور انہیں دین پور شریف کے بابرکت قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا راشد مدنی نے دین پور شریف میں حاضری دی اور دین پور شریف کے سجادہ نشین یادگار اسلاف، سراج العلماء حضرت میاں سراج احمد دین پوری دامت برکاتہم اور حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی خدمت میں محترمہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی، حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک تعزیتی بیان میں مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

بنگلہ دیش میں قادیانیوں کی جلسہ گاہ نذر آتش

ڈھاکہ (این این آئی) بنگلہ دیش میں ہزاروں مشتعل افراد نے قادیانیوں کی جانب سے ۱۰۰ سالہ تقریبات کے لئے بنائے گئے پنڈال کو نذر آتش کردیا۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق تقریباً ۲۰ ہزار افراد کے ہجوم نے ڈھاکہ کے نزدیک کلائی کوائر میں پنڈال پر حملہ کردیا، جہاں احمدیہ جماعت بنگلہ دیش میں اپنے متحرک ہونے کے ۱۰۰ سالہ پورے ہونے پر تقریب منعقد کرنے والی تھی۔ پولیس کے ایک سینئر عہدیدار رنجیت کمار نے بتایا کہ ہجوم نے ٹینٹوں اور اسٹیج کو نذر آتش کردیا۔ انہوں نے بتایا کہ پولیس نے ربڑ کی گولیوں اور آنسو گیس کے ذریعے لوگوں کو منتشر کرنے کی بہت کوشش کی تاہم ہجوم اتنی بڑی تعداد میں تھا کہ پولیس پنڈال کی حفاظت نہ کرسکی۔ احمدیہ جماعت کے ترجمان نے کہا کہ تقریب میں جماعت کے ۱۰ ہزار کارکنوں سمیت دو سو غیر ملکی مہمان بھی مدعو تھے اور اس کے انعقاد کے لئے حکومت سے پیشگی اجازت لی گئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ جب انہوں نے ہجوم کی تعداد میں اضافہ ہوتے دیکھا تو خطرے کے پیش نظر انہوں نے مزید سیکورٹی فراہم کرنے کی اپیل کی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ واقعہ کے بعد تقریبات کو اب ڈھاکہ میں واقع احمدیہ جماعت کے ہیڈ کوارٹر منتقل کردیا گیا ہے۔ (روزنامہ امت کراچی، ۹؍فروری ۲۰۱۳ء)

فرما گئے یہ ہادی — تاجدار ختم نبوت ﷺ زندہ آباد — لا نبی بعدی

تاریخی عظیم الشان فقید المثال ختم نبوۃ کانفرنس

بیاد حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

انشاء اللہ تعالیٰ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔

حضرت مولانا تجمل حسین

بتاریخ 8 مارچ 2013 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب

بمقام مسجد روڈ نواب شاہ سندھ

عبدالمجید — عبدالصمد ہالیجوی — خواجہ خلیل احمد — عزیز الرحمن جالندھری — عبدالغفور قاسمی

عبدالغفور حیدری — اللہ وسایا — عبدالمجیب قریشی — محمد یحییٰ لدھیانوی — محمد عیسیٰ

احمد میاں حمادی — قاضی احسان احمد — اعجاز مصطفیٰ — عزیز الرحمن ثانی — مفتی حفیظ الرحمن

محمد یوسف — محمد سلیم — ظفر اقبال — مفتی خبیب الرحمن — منظور احمد — احمد زکریا

محمد حسین ناصر — توصیف احمد — عبدالسلام — حزب اللہ — محمد انیس — محمد اسماعیل — عبدالقیوم

محمد علی صدیقی — محمد امجد مدنی — قاری محمد یونس — اشفاق احمد — عبداللہ عبدالقادر

محمد اکمل چشتی — محمد یونس — عبدالکریم — محمد عبداللہ — سراج احمد — عبداللطیف — محمد حنیف عثمانی

محمد تصور — قاری علی اصغر — عطیہ اشتہار: تاجر اتحاد کمیٹی نوابشاہ — غلام مصطفیٰ قریشی — عطاء الرحمن

منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ

0302-6961841
0331-3378871
0333-7028157